رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم باز گرائی جہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے
کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے
اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور
اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے
تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود
کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم
ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے
بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے
ہماری طرف سے امان
اور صلح کاری کا
سفید جھنڈا
بلند کیا گیا

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ
خواص و معاونین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والون سے	ہے ۱۲/
اپنی جماعت کے غیر مستطیع وشاہیر کم آمدنی والے لوگون سے	عہ ۱۲/

نمبر ۲۵ و ۲۶ | دار الامان قادیان مورخہ ۳۱ جولائی و ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء | جلد ۸

حضرت اقدس گورداسپور مین

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ فرمایا ہے کہ جب تک مقدمہ کی پیروی ضروری ہے اس وقت تک عارضی طور پر گورداسپور ہی مین جا ٹھہرین ۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کیلئے گورداسپور مین ایک اور وسیع مکان پہلے مکان کے علاوہ لیا گیا ہے ۔ جہان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور دوسری خادم مستورات رہین گی ۔ مہمانون کیلئے وہی پہلا مکان اگر کافی نہ ہوا تو تجویز ہے کہ کوئی اور وسیع مکان لیا جاوے ۔

نا عاقبت اندیش لوگ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عزم و استقلال پر بجائے اسکے کہ غور کرتے اور کوئی مفید سبق لیتے اپنی معمولی کور بختی کی وجہ سے ہنسی اڑاتے ہین مگر وہ یاد رکھین ۔ اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون ۔

انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ سے جو لوگ واقف ہین اور جنہون نے اس پر غور کیا ہے وہ حضرت حجۃ اللہ کے اس استقلال و عزم سے نہایت مفید سبق لیتے ہین اور ان کے ایمان ترقی کرتے ہین لیکن سنت اللہ کے موافق ضروری ہے کہ ایک گروہ ایسا بھی ہو جو زادتھم رجسا الیٰ رجسھم کا مصداق ہو ۔ بہرحال ۱۳ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو اعلیٰ حضرت انشاء اللہ العزیز گورداسپور تشریف لیجانے کے عازم ہین اور جبتک اللہ تعالیٰ چاہے آپ گورداسپور مین مقیم رہین گے ۔ اسلئے احباب جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور آپکے فیض سے مستفیض ہونے کیلئے قادیان آنے کیلئے طیار ہون وہ دوسری اطلاع تک گورداسپور تشریف لاویں ۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیریت ہین ۔

۲ ۔ بارش ابھی ختم ہو چکی ہے ۔ اور ابھی بر حسب آسمان ہے

۳ ۔ ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو جناب بابو ہری چرن داس دت صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر حلقہ جالندھر نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کیا ۔ آپ ایک با اخلاق اور علم دوست بزرگ ہین اور سادگی پسند ہین ۔ معائنہ کے تمام وقت مین ہم آپ کے ساتھ تھے ہماری خوشی کی کوئی انتہا ہی نہ رہی جب ہم یہ دیکھتے تھے کہ ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ نے وہ تمام ضروری کاغذات جو انسپکٹر صاحب کو مطلوب ہوسکتے تھے اپنی فراست اور قابلیت سے قبل از وقت طیار کر رکھے تھے جنکو دیکھکر انسپکٹر صاحب نہایت محظوظ ہوئے ۔ اور رجسٹرون کی صفائی سے بھی بہت خوش ہوئے ۔ دوران معائنہ مین جب وہ نصاب تعلیم کا نقشہ دیکھ رہے تھے نصاب مین عبرانی دیکھکر حیران ہوئے اور پوچھا کہ عبرانی کون پڑھاتا ہے جب مفتی صاحب نے کہا کہ مین پڑھاتا ہون اور مین نے اسمین بی اے پاس کیا ہے تو آپ کو اور بھی حیرت ہوئی ۔ مفتی صاحب نے عبرانی پڑھنے کی غرض بھی بتلائی کہ بائیبل کو اصل زبان مین پڑھنے کیلئے اس زبان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے پڑھا تھا ۔ غرض آپ نہایت غور اور خوض کے ساتھ معائنہ کرتے رہے اور مندرجہ ذیل اپنی رائے بک مین لکھی ہے جو ہم اپنی قوم کی توجہ کیلئے درج کرتے ہین بعض ضروری ریمارک ہم پھر کبھی لکھین گے ۔ انشاء اللہ ۔

رائے انسپکٹر صاحب

مینے ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا معائنہ کیا ۔ منظوری مدرسہ کے شرائط کی پوری تفصیل جناب انسپکٹر صاحب بہادر کے ملاحظہ کے بعد ایک بورڈنگ وم اس مدرسہ کی عمارات مین بڑھایا گیا ہے فیس کی شرح سرکاری اور بورڈ سکولون کی شرح سے ۵/۴ کے قریب ہے ۔ اور حافی فیس اور نصف فیس والے طلبار کی تعداد بھی ضابطہ تعلیم پنجاب کے مطابق گیلری ہے ۔ قواعد مابین المدارس کی ٹھیک ٹھیک پابندی کیجاتی ہے ۔ مدرسین کے علاوہ ایک مدرس بی ۔ اے زیادہ کیا گیا ہے تمام رجسٹر صاف اور مکمل ہین ۔ مدرسہ طاعون کیوجہ سے یکم اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے ۵ مئی سنہ ۱۹۰۶ء تک بند رہا ہے ۔ تمام مکانات صاف ستھرے ہین اور اس مدرسہ کے تمام کار و بار مین ایک ایسی سنجیدگی اور حسن انتظام کی خوشبو آتی ہے جو نہایت ہی قابل تعریف ہے میری رائے مین یہ مدرسہ اب بالکل اس قابل ہے ۔ کہ سررشتہ تعلیم اسکو منظور کرے ۔

حاضری طلبار حسب ذیل تھی ۔

ہائی ڈیپارٹمنٹ		
ففتھ ہائی	= ۸/۸	
فورتھ ہائی	۳/۳	میزان ۱۱/۱۱
مڈل		
سوم مڈل	= ۷/۷	
دوم "	= ۱۲/۱۲	
اول "	= ۱۱/۱۱	میزان ۳۰/۳۰
اپر پرائمری		
پنجم پرائمری	= ۱۷/۱۷	
چہارم "	= ۱۵/۱۵	
سوم "	= ۲۰/۲۳	
دوم "	= ۱۴/۱۸	
اول "	= ۲۴/۲۴	میزان ۹۳/۹۷
کل مسلمان	۱۳۵	
ہندو	۳	میزان ۱۳۸

۵ ۔ مین ہیڈ ماسٹر مدرسہ یعنی مفتی محمد صادق صاحب کا بہت ہی ممنون ہون کہ انہون نے مجھے مدرسہ کے معائنہ مین اور رجسٹرون کے دیکھنے مین بہت ہی مدد کی ہے ۔ مقام قادیان ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء

حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

اکثر لوگ ہم سے پوچھتے ہین کہ جلسۃ الوداع کیا چیز ہے؟ انہین معلوم رہے کہ جن دنون حضرت مسیح موعودؑ کتاب مسیح ہندوستان مین تالیف کر رہے تھے انہین ایام مین معلوم ہوا تھا کہ نصیبین مین حضرت مسیح ناصری کے بعض آثار ہین جن سے ان کے اس سفر کا پتہ ملتا ہے اور تصدیق ہوتی ہے کہ وہ کشمیر مین آگئے ہے اور ایک عرصہ تک یہان رہ کر آخر وفات پا گئے اور سری نگر کے محلہ خان یار مین مدفون ہوئے جہان ابتک انکی قبر یوز آسف نبی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ نے قرین مصلحت سمجھا تھا کہ ایک کمیشن اپنی جماعت کی بھیجی جاوے جہان آثار و حالات کی خود تفتیش اور تحقیقات کرے۔ اور پھر اسی راستے (جو حضرت مسیح نے کشمیر آنے کیلئے تجویز کیا تھا) واپس کشمیر سے ہوتے ہوئے دارالامان پہونچ جاوین ان احباب کو رخصت اور وداع کرنے کیلئے ایک جلسہ تجویز ہوا تھا جس کا نام جلسۃ الوداع رکھا گیا تھا۔ اگرچہ بعض پیش آمدہ امور ضروریہ کی وجہ سے اس کمیشن کا بھیجا جانا اسوقت ملتوی ہو گیا تھا اور ابھی ملتوی رہا ہوا ہے۔ لیکن اس تاریخ پر ایک جلسہ ہوا۔ بزرگان ملت نے وعظ کہے (جو پہلے چھپ چکے ہین) اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک تقریر فرمائی۔ جو ہم ذیل مین درج کرنا شروع کرتے ہین۔ ایڈیٹر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف مین صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس مین جہان اسلام پر اور بہت کی آفتین آئین وہان یہ مسئلہ بھی تاریکی مین پڑ گیا اور مسلمانون مین بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہین اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اترین گے مگر اس چودہوین صدی مین اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کرکے بھیجا تاکہ مین اندرونی طور پر جو غلطیان مسلمانون مین پیدا ہو گئی ہین انکو دور کرون اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کردون۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہین ان کا جواب دون اور دوسرے مذاہب باطلہ کا بطلان ثابت کرکے دکھا دون خصوصیت سے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنے عیسائی مذہب کی بنیادی اعتقادات کا استیصال کردون جو انسان کیلئے خطرناک ہین۔ اور انسان کی روحانی قوتون کیلئے زہر ہین اور ترقیون کیلئے ایک روک ہین منجملہ ان کے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے اور جسمین بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہو گئے ہین۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دارومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور پھر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا جو گویا اسکی خدائی کی دلیل ہے جن مسلمانون نے اپنی غلطی سے ان لوگون کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہین مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہین کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے معصوم یہودیون کے ہاتھون سخت ستایا گیا جسطرح خیر راستباز اپنے زمانے مین نادان مخالفون کے ہاتھون ستائے جاتے ہین۔ اور آخران یہودیون نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتون سے یہ کوشش کی کہ کسیطرح ان کا خاتمہ کردین اور ان کو مصلوب کراوین۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز مین کامیاب ہو گئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازون اور ماموروں کو کبھی ضائع نہین کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیے کہ وہ اس صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر یہ خیال کرکے کہ اس ملک مین ان کے بہت سے دشمن ہین اور دشمن بھی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہین ہوتا مگر اپنے وطن مین جس سے انکی ہجرت کا پتہ ملتا تھا انہون نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چھوڑ دین۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑون کی تلاش مین نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر مین آکر بنی اسرائیل کو جو کشمیر مین موجود تھے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی . . . .

. . . . اور آخر انہین ہی وفات پائی۔ یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔ اس ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون بھی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہین ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر ہی نہین گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ و بنیاد سے گر پڑی اور مسلمانون کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تھی کہ وہ زندہ آسمان پر بیٹھے گئے ہین اور پھر نازل ہونگے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہین آسکتا جسکی نبوت آپ کی مہر سے نہ ہو) بھی دور ہو گیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم سچی ثابت ہو گئی کیونکہ قرآن شریف مین تو مسیح علیہ السلام کا صاف اقرار فلما توفیتنی کا موجود ہے جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا۔

پس قرآن کریم وفات مسیح کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتا ہے کیونکہ اسی موت کے ساتھ عیسائی مذہب کی بھی موت ہے۔ اسی غرض سے مین نے کتاب مسیح ہندوستان مین لکھنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کیلئے مین نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی جماعت مین سے چند آدمیون کو بھیجون جو ان علاقوں جات مین جا کر ان آثار کا پتہ لاوین جنکا وہان موجود ہونا بتایا جاتا ہے چنانچہ اس غرض کو مدنظر رکھکر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستون کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب ملکر ان کے لئے دعائین کرین کہ وہ خیر و عافیت کے ساتھ اس مبارک سفر کیلئے رخصت ہون اور کامیاب ہو کر واپس آوین۔

اگرچہ مین یقین رکھتا ہون کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بھی کیا جاتا تو بھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسقدر شواہد اور دلائل ہمکو اس امر کے دیے ہین جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہین سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ حقائق اور معارف کا بھوکا پیاسا ہوتا ہے کبھی ان سے سیر نہین ہوتا اسلئے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جسقدر ثبوت اور دلائل اور ملسکین وہ اچھا ہے اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستون کو نصیبین کیطرف بھیجتے ہین جس کے متعلق ہمین پتہ ملا ہے کہ وہان کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی تکمیل گزار قوم کے ہاتھ سے تکلیفین اٹھا رہے تھے) لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آئیے۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہونچکر انہون نے بدقسمت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی۔ وہان کے حاکم نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ میرے پاس آجائین گے تو آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کرونگا اور مین بیمار ہون میرے لئے دعا بھی کرین اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمین معلوم ہوا ہے لیکن مین دیکھتا ہون کہ روضۃ الصفا ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مضمون اس سے بھی پایا جاتا ہے وہ سے لگے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین مین ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو آئے ہین۔ سارا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر مین انشاء اللہ حقیقت کھل جائیگی اور اصل معاملہ صاف ہو جائیگا ممکن ہے کہ اس سفر مین ایسی تحریرین پیش ہو جاوین یا ایسے کتبے نکل آوین جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہون یا حواریون مین سے کسی کی قبر کا کوئی پتہ مل جاوے۔ اور اس قسم کے بعض امور نکل آوین جو ہمارے اس مقصد مین مؤید ثابت ہو سکین۔ اس لئے مین نے اپنی جماعت مین سے تین آدمیون کو اس سفر کے لئے طیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بھی دینا چاہتا ہون جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہان جہان وہ جاوین اس کو تقسیم کرتے رہین۔ اسطرح پر اس سفر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بھی ہوتی جاوے گی۔ اور مین خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہون کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے مین دیکھتا ہون کہ جس کام اور مقصد کیلئے مین ان کو بلاتا ہون نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہین اور مین دیکھتا ہون کہ انہین ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کیلئے طیار۔ حقیقت مین کوئی قوم اور جماعت طیار نہین ہو سکتی جب تک اس مین اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اٹھانے پڑے ان کے عوارض اور اسباب مین سے جماعت کی کمزوری اور بزدلی بھی تھی چنانچہ جب انکو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحوارین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیجدی۔ اور اکثر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین نہین مل سکتی۔ انہون نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہانتک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح مین اب دیکھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے۔ اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلاتے ہین۔ جس دن سے مین نے نصیبین کی طرف ایک جماعت کے بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر مین مامور کیا جاؤن اور دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجھے بھیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ لیکن مین ان درخواستون سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تھا اور مولوی قطب الدین اور میان جمال الدین کو ان کے ساتھ جانے کیواسطے تجویز کر لیا تھا۔ اس واسطے مجھے ان

احباب کی درخواستون کو واپس دینا پڑا تاہم مین جانتا ہون کہ وہ لوگ جنہون نے [illegible] اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کیلئے پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی پاک نیتون کے ثواب کو ضایع نہین کریگا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر پائینگے۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان امر نہین ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس وقت سفر آسان ہو گئے ہین لیکن پھر بھی یہ کس کو علم ہو سکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئیگا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویون اور دوسرے عزیزون اور رشتہ دارون کو چھوڑ کر جانا کوئی سہل بات نہین ہے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت مین چھوڑ کر ان لوگون نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے جس کے لئے مین یقین رکھتا ہون کہ بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر مین جو جو مشقتین اور تکالیف ان لوگون کو اٹھانی پڑین گی ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضایع نہین کرتا جبکہ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو بھی ضایع نہین کرتا تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر کبھی ضایع ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔ ہان یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو ریا اور دوسرے اغراض شہرت و نمود کے نہون۔ اور مین جانتا ہون کہ ہر وجہ کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا بجز صدق کے نہین ہو سکتا۔

بہت سے بھائی ان کے لئے دعائین کرتے رہین گے اور مین بھی ان کے واسطے دعاؤن مین مصروف رہونگا کہ اللہ تعالیٰ انکو اس مقصد مین کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے واپس لاوے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے واسطے دعائین کرینگے اور وہ ان کے ساتھ ہونگے۔

اب مین یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اس موقعہ پر ہماری جماعت نے دو قسم کی حرکت اور [illegible] دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہون نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپ کو سفر کے خطرات مین ڈالا ہے اور ان مصائب اور شدائد کے برداشت کرنے کو طیار ہو گئے ہین جو اس راہ مین انہین پیش آئینگی۔ دوسرا وہ گروہ ہے جنہون نے میرے دینی اغراض و مقاصد مین ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہین مین کچھ ضرورت نہین سمجھتا کہ تفصیل کرون کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندون مین شریک ہوتے ہین۔ مین یہ خوب جانتا ہون کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مین دکھاتے تھے اگرچہ اشتہار مین مینے چند دوستون کے نام لکھے ہین جنہون نے اپنے صدق و ہمت کا نمونہ دکھایا ہے لیکن اس سے یہ نہین ظاہر ہوتا کہ مین دوسرون سے بے خبر ہون یا ان کی خدمات کو قابل قدر نہین سمجھتا؟ مین خوب جانتا ہون کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ مین دوڑتا ہے۔ مین چونکہ بیمار تھا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اس لئے مین پوری تفصیل نہ دے سکا اور نہ مختصر سے اشتہار مین اتنی تفصیل ہو سکتی تھی۔ پس جن لوگون کے نام درج نہین ہوئے ان کو افسوس نہین کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضرورتون مین شریک ہوتا ہے کہ اس کا نام شایع کیا جاوے تو یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے۔ لیکن جو محض اللہ تعالیٰ کیلئے اس راہ مین قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کیلئے کمربستہ ہوتا ہے اس کو اس بات کی کچھ بھی پروا نہین ہوتی۔ دنیا کے نام کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہین رکھتے مین نام وہی بہتر ہوتے ہین جو آسمان پر لکھے جاوین کاغذات کا کیا اثر ہے ایک دن ہوتے ہین اور ایک وقت ضایع ہو جاتے ہین لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہین ہو سکتا۔ اس کا اثر ابدالاباد کے لئے ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہین جن کو تم مین سے شاید بہت ہی کم جانتے ہون لیکن انہون نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔ مثلاً مین نظیر کے طور پر کہتا ہون کہ مرزا یوسف بیگ صاحب بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہین مینے ان کا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اسطرح جماعت مین باہم تعارف بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اس وقت سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہین جب کہ مین گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ مین دیکھتا ہون کہ ان کا دل محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ ہر وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہین۔

ایسا ہی اور بہت سے عزیز دوست ہین اور سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے لبریز ہین۔ اگرچہ مین جانتا ہون کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اس مین کوئی شک نہین کہ جب تک ایمان قوی نہو کچھ نہین ہوتا جسقدر ایمان قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال مین بھی قوت آتی ہے۔ یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشوونما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی امر اس کے سدراہ نہین ہو سکتا وہ اپنی عزیز جان تک دینے مین بھی تامل اور دریغ نہ کریگا۔

مینے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہین ہے اس لئے مین پھر کہنا چاہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اسکی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہین ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ اسمین (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کیطرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا۔ اور حالانکہ اسکی ذات پاک ہے (سبحانہ و تعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہین کہ انکی نظیر نہین پائی جا سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام مین تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مین جمع کر دے۔ اور تمام خوبیان اور کمالات جو متفرق کتابون مین تھے۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات تمام امتون مین تھے وہ اس امت مین جمع کر دیئے پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالین۔ اور یہ بات بھی بھولنی نہین چاہیئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسکے موافق اسنے ہمین قوی بھی عطا کئے ہین کیونکہ اگر اس کے موافق قوی نہ دیئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت مین پا ہی نہین سکتے تھے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق کھانا طیار کرے اور اس کے موافق ایک مکان ہو۔ یہ کبھی نہین ہو سکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کر دے اور ان کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بنا دے۔ نہین بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے جسکے لئے کل دنیا کو بلا لیا گیا ہے اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو سامان طیار کیا ہے وہ قوی ہین جو ان لوگون کو دیئے گئے ہین قوی کے بغیر کوئی کام نہین ہو سکتا۔ اب اگر بیل یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کریم کی تعلیمات کو پیش کرین۔ وہ نہین سمجھ سکتے اس لئے کہ انہین وہ قوی نہین ہین جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کر سکین لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ قوی دیئے ہین اور ہم اس کو اٹھا سکتے ہین۔ ہمین اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔ اور اسیطرح وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہین اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہین ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہین ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیون کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع کر دیئے گئے۔ اور اسطرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابون مین چلے آتے ہین وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہوگئے۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہین مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہین اس کا لاکھوان حصہ بھی وہ نہین مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہین ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت مین ہے سمجھتے ہی نہین ہین انہون نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اسکی حقیقت سے بے خبر ہین وہ نہین جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہین اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمین پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہین جس کا اندازہ کوئی نہین کر سکتا۔ بجز ان لوگون کے جو اس چشمہ سے سیراب ہون دنیا کی مثالون مین سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دیتے ہین کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھوین تاریخ پر آکر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے اسیطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہین کہ نبوت زبردستی ختم ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہین دینی چاہیئے۔ انہون نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی ان کو نہین باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہین کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہین۔ مین ایسے مریضون کو کیا کہون اور ان پر کیا افسوس کرون اگر ان کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے نکل دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ ان لوگون کی ایمانی حالتین بہت کمزور ہوگئی ہین اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہین ورنہ کوئی وجہ نہین ہو سکتی تھی کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہین کہ ہم مین کونسی بات اسلام کے خلاف ہے ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہین اور نماز بھی پڑھتے ہین اور روزے کے دنون مین روزے بھی رکھتے ہین۔ اور زکوٰۃ بھی دیدیتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون کہ یہ تمام اعمال اعمال صالحہ کے رنگ مین نہین ہین بلکہ محض ایک پوست کیطرح ہین جنمین مغز نہین ہے۔ ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہین تو پھر ان سے پاک نتائج کیون پیدا نہین ہوتے؟ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہین کہ وہ ہر قسم کی فساد اور ملاوٹ سے پاک ہون لیکن انمین یہ باتین کہان ہین؟ مین کبھی یقین نہین کر سکتا کہ کوئی شخص حقیقی طور پر اور سچے

اعمال صالحہ کرنے والا ہو اور وہ اہل حق کا دشمن ہو۔ حالانکہ یہ لوگ ہمکو بے قید اور دہریہ کہتے ہین اور خدا تعالیٰ سے نہین ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کہا کر بیان کیا کہ مجھکو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دلوں مین ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تخفیف کرنے والے ٹھہرین۔ لیکن یہ تب ہوتا کہ انہین حقیقی اعمال اور ایمان نصیب ہوتا اور وہ یوم الجزاء سے ڈرتے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ

معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں

(۱) معجزات عقلیہ (۲) معجزات علمیہ (۳) معجزات برکات و روحانیہ (۴) معجزات تصرفات و خارجیہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کے معجزات خواص ذاتیہ قرآن میں سے ہیں اور نہایت عالیشان اور بدیہی الثبوت ہیں جنکو ہر یک زمانہ میں ہر یک شخص تازہ بتازہ طور پر چشم دید ماجرا کیطرح ادراک کرسکتا ہے۔ لیکن نمبر ۴ کے معجزات یعنی تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جنکو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔ اصل خوبی اور حسن و جمال قرآن شریف کا پہلے تینوں قسم کے معجزات کسیقدر اسمیں پائے جائیں اور قرآن شریف میں تو یہ ہر سہ قسم کے اعجاز اعلیٰ و اکمل و اتم طور پر پائے جاتے ہیں اور انہیں کو قرآن شریف اپنی بے مثل و مانند ہونیکے اثبات میں بار بار پیش کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظھیرا یعنی ان منکرین کو کہدے کہ اگر تمام جن و انس یعنی تمام مخلوقات اس بات پر متفق ہو جائے کہ اس قرآن کی کوئی مثل بنانی چاہیئے تو وہ ہرگز اس بات پر قادر نہیں ہونگے کہ ایسی ہی کتاب انہیں ظاہری و باطنی خوبیوں کی جامع بنا سکیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی بھی مدد کریں اور پھر دوسرے مقام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیء۔ یعنے اس کتاب (قرآن شریف) سے دینی حقیقت باہر نہیں رہی بلکہ یہ جمیع حقائق و معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء یعنے یہ کتاب (قرآن شریف) تمام علوم ضروریہ پر مشتمل نازل فرمائی ہے اور پھر فرماتا ہے یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ یعنے یہ قرآن شریف وہ پاک اوراق ہیں جنمیں تمام آسمانی کتابوں کا مغز اور لب لباب بھرا ہوا ہے اور پھر فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ یعنے اے منکرین اگر تم اس کلام کے بارہ میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کچھ شک میں ہو یعنی اگر تم اس کو خدا کا کلام نہیں سمجھتے اور ایسا کلام بنانا انسانی طاقت کے اندر خیال کرتے ہو تو تم بھی ایک سورۃ جو انہیں ظاہری باطنی کمالات پر مشتمل ہو بنا کر پیش کرو اور اگر تم نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بنا سکوگے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن پتھر (بت) اور آدمی ہیں۔ یعنی بت اور مشرک اور نافرمان لوگ ہی اس آگ کے بھڑکنے کا موجب ہو رہے ہیں اگر دنیا میں بت پرستی و شرک و بے ایمانی و نافرمانی نہ ہوتی تو وہ آگ بھی افروختہ نہ ہوتی تو گویا اس کا ایندھن یہی چیزیں ہیں جو علت موجبہ اس کے برافروختہ ہونیکی ہیں اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ولو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون۔ یعنی یہ قرآن جو تمپر اوتارا گیا اگر کسی پہاڑ پر اوتارا جاتا تو وہ خشوع اور خوف الٰہی سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتا اور یہ مثالیں ہم اس لئے بیان کرتے ہیں تا لوگ کلام الٰہی کی عظمت علوم کرنے کے لئے غور اور فکر کریں یہ تو قرآن شریف میں ان اعجازی کمالات کا ذکر ہے جو خود اس کے نفس نفیس میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ تصرفات خارجیہ کے اعجاز بھی قرآن شریف میں بکثرت درج ہیں اور اس قسم کے معجزات جمال قرآنی کے لئے بطور اس زیور کے ہیں جو خوبرو کو پہنایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ نفس خوبصورتی زیور کے محتاج نہیں گو اس سے اس کی آب و تاب کسیقدر اور بڑھ جاتی ہے اس جگہ واضح رہے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن شریف میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا یہانتک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیسکر کھایا۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شر کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروز ہجرت کیا گیا یعنی جبکہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جلشانہ نے اپنے اس پاک نبی کو اس ارادہ کی خبر دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر فتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت ہی گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔ اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند
عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اس وفادار اور جاں نثار عزیز کو اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد اعدا بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پاکر قتل کر ڈالیں اس وقت اور اس مصیبت کے وقت میں بجز ایک با اخلاص اور یکرنگ اور دلی دوست کے اور کوئی انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ نہ تھا ہاں ہر وقت اور نیز اس پرخطر سفر میں وہ مولیٰ کریم ساتھ تھا جس نے اپنے اس کامل و وفادار بندہ کو ایک عظیم الشان اصلاح کیلئے دنیا میں بھیجا تھا سو اس نے اپنے اس پیارے بندے کو محفوظ رکھنے کو لئے بڑے بڑے عجائب تصرفات اس راہ میں دکھلائے جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں منجملہ ان کے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورہ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے ان سب اشقیائی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔ از انجملہ ایک یہ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کیلئے یہ امر خارق عادت دکھلایا گیا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہونچ گئے تھے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجدیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دیدیئے اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دہوکا میں پڑھکر ناکام واپس چلے گئے از انجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑنے کیلئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بددعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگ کر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا یہ تھی وہ تصرف اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے مشتعل ہو کر لشکر کثیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے آدمی تھے نابود کر دیں اور دین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں تب اللہ جلشانہ نے جناب موصوف کے ایک مٹھی کنکریوں کے چلانے سے مقام بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈالدیا اور ان کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرغنوں کو سراسیمہ اور دماغ پریشان کر کے وہیں رکھا اور ان کی لاشیں انہیں مقامات میں گرائیں جن کے پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک نشان بتلا رکھے تھے ایسا ہی اور کئی عجیب طور کے تائیدات و تصرفات الٰہیہ کا جو خارق عادت ہیں قرآن شریف میں ذکر ہے جن کا ماحصل یہ ہے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مسکینی اور غریبی اور یتیمی اور تنہائی اور بیکسی کی حالت میں مبعوث کر کے پھر ایک قلیل عرصہ میں جو تیس برس سے بھی کم تھا ایک عالم پر فتحیاب کیا اور شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان دیار شام و مصر و ممالک مابین دجلہ و فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا اور اس تھوڑے ہی عرصہ میں فتوحات کو جزیرہ نمائے عرب سے لیکر دریائے جیحون تک پھیلایا اور ان ممالک کے اسلام قبول کرنیکی بطور پیشگوئی قرآن شریف میں خبر دی اسی حالت بیسامانی اور پھر ایسی عجیب و غریب فتوحات پر نظر ڈالکر بڑے بڑے دانشمند اور فاضل انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے کہ جس جلدی سے اسلامی سلطنت اور اسلام دنیا میں پھیلا ہے اسکی نظیر صفحہ تاریخ دنیا میں کسی جگہ پائی نہیں جاتی اور ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت بھی کہتے ہیں غرض قرآن شریف تصرفات خارجیہ کا ذکر بھی بطور خارق عادت بہت جگہ آیا ہے بلکہ ذرا نظر کھولکر دیکھو تو اس پاک کلام کا ہر یک مقام تائیدات الٰہیہ کا نقارہ بجا رہا ہے اور ایک تصویر کھینچکر دکھلا رہا ہے کہ کیونکر اسلام اپنی اول حالت میں ایک خورد تخم کیطرح دنیا میں بویا گیا اور پھر وہ تھوڑے ہی عرصہ میں خارق عادت ہے کیسا بزرگ و عظیم القدر ہو کر اکثر حصہ دنیا میں پھیل گیا اور ہر یک موقع پر کیا کیا عجیب تائیدات الٰہیہ اسکی حمایت میں ظہور میں آتی رہیں۔

اب ہم بیرونی معجزات کا بیان (جو اعجازی تصرفات ہیں) اسیقدر کافی سمجھکر ان معجزات کی تشریح کچھ زیادہ کرنا چاہتے ہیں جو قرآن شریف کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکی بطنی اور نفسی خاصیتیں ہیں کیونکہ اس قسم کے معجزات بباعث دائمی شہود اور وجود کے قوی الاثر ہیں جنکو ہر ایک طالب صادق اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور ہر ایک منصف کی نظر میں بالضرور قابل یقین ٹھہر سکتے ہیں۔ سو اول جاننا چاہیئے کہ معجزہ عادات الٰہیہ میں سے ایک ایسی عادت یا یوں کہو کہ اس قادر مطلق کے افعال میں سے ایک ایسا فعل ہے جسکو اضافی طور پر خارق عادت کہنا چاہیئے پس امر خارق عادت کی حقیقت صرف اسقدر ہے کہ جو

... پاک نفس لوگ عام طریق و طرز انسانی ترقی سے ... کرکے اور معمولی عادات کو پھاڑ کر قرب الہی کے میدانوں میں آگے قدم رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ حسب حالت ان کے ایک ایسا عجیب معاملہ ان سے کرتا ہے کہ وہ تمام حالات انسانی پر قیاس کرنے کے بعد ایک امر خارق عادت دکھائی دیتا ہے اور جسقدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابوں کو پھاڑ کر عرصات عشق و محبت میں دور تر چلا جاتا ہے اسیقدر یہ خوارق نہایت صاف اور شفاف اور روشن و تاباں ظہور میں آتے ہیں جب تزکیہ نفس انسانی کمال تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اس کا دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبت الہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے تمام اقوال و افعال و اعمال و حرکات و سکنات و عبادات و معاملات و اخلاق جو انتہائی درجہ پر اس سے صادر ہوتے ہیں وہ سب خارق عادت ہی ہو جاتے ہیں سو بمقابل اس کے ایسا ہی معاملہ باریتعالیٰ کا بھی اس مبدل تام سے بطور خوارق عادت ہی ہوتا ہے چونکہ آنحضرت مبدل تام اور سید المبدلین اور امام المطہرین تھے جنکو قادر مطلق نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا اس لئے تمام سراپا وجود آپ کا حقیقت میں معجزہ ہی تھا اور ضرور تھا کہ ایسے عالیشان نبی پر جو کلام نازل ہوتا تھا وہ بباعث تبدل تام اس کے نہایت درجہ کا خارق عادت ہوتا جس سے تمام اولین آخرین کی نظریں خیرہ رہجاتیں کیونکہ اگرچہ کلام الہی فی ذاتہ کلام انسانی سے ایسا ہی ممیز ہے جیسا خدا انسان سے تمیز تام رکھتا ہے لیکن باوجود اس کے فیضان وحی حسب استعداد و حالت صفوت و اخلاق فاضلہ و ملکات صالحہ وحی یاب ہوا کرتا ہے اور اسی کی طرف ایک روحانی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں پایا جاتا ہے یعنے یہ کہ وہ پاک کلام بہت سے فرشتوں کی حفاظت کے ساتھ اترا ہے سو ظاہری فرشتے تو معلوم ہی ہیں مگر پاک اخلاق اور پاکیزہ حالتیں اور شوق و ذوق سے بھری ہوئی واردتیں اور درد دل اور جوش محبت اور صدق و صفا و تبتل و وفا و توکل و رضا و نیستی و فنا اور شورش ہائے عشق مولیٰ ایک قسم کے فرشتے ہی ہیں جن قادر مطلق نے اپنے اس محبوب افضل الرسل کے وجود میں اکمل و اتم طور پر پیدا کئے تھے اور پھر اسی کے اتباع سے ہر یک مومن کامل کے دل میں بھی باندازہ تعاملے پیدا ہو جاتے ہیں اور اگرچہ عام مومنوں میں بھی جو ابھی حالت کاملہ تک نہیں پہنچے ان کا تخم پایا جاتا ہے لیکن وہ تخم اس چھپی ہوئی آگ کیطرح ہے جو افروختہ آگ کا کام نہیں دیسکتی جیسے ظاہر ہے کہ انڈا مرغ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور نہ بیج درخت کا حکم رکھتا ہے اور اگرچہ ہر ایک زمین کے نیچے پانی ہے لیکن بجز بہت سی جانکنی اور محنت اور مدت تک زمین کھودنے کے وہ پانی نکل نہیں سکتا اسیطرح آتش شوق الہی جبتک اپنے کمال اشتعال کی حالت میں نہ آوے تب تک اس شے کے فوائد مترتب نہیں ہو سکتے لیکن جب وہ کمال طور پر افروختہ ہو جاتی ہے اور چاروں طرف سے بھڑک اٹھتی ہے تب وہ دخل شیطان سے محفوظ رکھنے کیلئے فرشتوں کا کام دیتی ہے اور ملائک حفاظت میں شمار کیجاتی ہے پاک اعمال اور پاک حالتیں اور پاک واردتیں اور پاک جوش اور پاک ذوق اور پاک حزن اور پاک اخلاق ظہور جب اپنے اشتعال اور کمال کیحالت میں ہوں تو ان نیک اور ہوشیار چوکیداروں کیطرح ہیں جو اپنے مالک کے محل کے دروازوں پر چاروں طرف دن رات پہرہ کیلئے کھڑے رہتے ہیں سو ہرچند اس محل کے سارے دروازے کھلے ہیں (یعنی ہر قسم کی قوتیں اور استعدادیں) مگر بباعث تقید محافظین بجز مرد ہوا اور محبوب چیزوں کے کوئی ناپکار چیز اندر نہیں جا سکتی اور اگر کتا یا چور اندر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اور مار کھاتا ہے۔ لیکن وہ محل جس کے دروازے تو کھلے ہیں مگر دروازوں پر کوئی نیک و ہوشیار چوکیدار نہیں گو اسمیں شہزادی ہوا اور اچھی اچھی چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں مگر ایسے گھر کو اکثر چور لگے رہتے ہیں اور کتے اسکی چیزوں کو پلید کرتے رہتے ہیں سو یہ گھر خرابی کی حالت میں رہتا ہے پس جس جگہ صفوت و عصمت و تبتل و محبت کامل و تام و حزن و درد و شوق و خوف ہے اس جگہ انوار وحی کے کامل تجلیات بغیر آمیزش کسی نوع کی ظلمت کے وارد ہوتے رہتے ہیں اور آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے رہتے ہیں اور جسجگہ یہ مرتبہ کمال تمام کا نہیں اس جگہ وحی بھی اس عالی مرتبہ سے متنزل ہوتی ہے غرض وحی الہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھکر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدائے جلشانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین اور آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الہیہ کے دکھلانے کیلئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اسکی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اسمیں درج نہ ہو کوئی فکر ایسے براہین عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُربرکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جسمیں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہنچنے کیلئے درکار ہے۔

. . . .

معرفت حقائق کے عطا کرنے کے لئے تین دروازے قرآن شریف میں کھلے ہوئے ہیں ایک عقل یعنے خدا تعالیٰ کی ہستی اور خالقیت اور اسکی توحید اور قدرت اور رحم اور قیومی اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کیلئے جہانتک علوم عقلیہ کا تعلق ہے استدلالی طریق کو کامل طور پر استعمال کیا ہے اور اس استدلال کے ضمن میں صناعت منطق و علم بلاغت و فصاحت و علوم طبعی و طبابت و ہیئت و ہندسہ و دقایق فلسفہ و طریق جدل و مناظرہ وغیرہ تمام علوم کو نہایت لطیف و موزون طور پر بیان کیا ہے جس سے اکثر دقیق مسائل کا پیچ کھلتا ہے۔ پس یہ طرز بیان جو فوق العادت ہے از قسم اعجاز عقل ہے کیونکہ بڑے بڑے فیلسوف جنہوں نے منطق کو ایجاد کیا اور فلاسفی کے قواعد مرتب کئے اور بہت کچھ طبعی اور ہیئت میں کوشش و مغززنی کی وہ بباعث نقصان عقل اپنے ان علوم سے اپنے دین کو مدد نہیں دے سکے اور نہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کر سکے اور نہ اوروں کو فائدہ دینی پہونچا سکے بلکہ اکثر ان کے دہریہ اور ملحد اور ضعیف الایمان رہے اور جو بعض ان میں سے کسیقدر خدا تعالیٰ پر ایمان لائے انہوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا کر اور خبیث کو طیب کے ساتھ مخلوط کرکے راہ راست کو چھوڑ دیا پس یہ الٰہی عقل از قبیل خارق عادت ہے جس کے استدلال میں کوئی غلطی نہیں اور جس نے علوم مذکورہ سے ایک ایسی شائستہ خدمت لی ہے جو کبھی کسی انسان نے نہیں لی اور اس کے ثبوت کیلئے یہی کافی ہے کہ دلائل وجود باری عزاسمہ اور اسکی توحید و خالقیت وغیرہ صفات کمالیہ کے اثبات میں بیان قرآن شریف کا ایسا محیط و حاوی ہے جس سے بڑھکر ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان کوئی جدید برہان پیش کر سکے اگر کسیکو شک ہو تو وہ چند دلائل عقلی متعلق اثبات ہستی باری عزاسمہ یا اوس کی توحید یا اوس کی خالقیت یا کسی دوسری الہی صفت کے متعلق بطور امتحان پیش کرے تا بالمقابل قرآن شریف میں سے وہی دلائل یا ان سے بڑھکر اس کو دکھلائے جاویں جنکو دکھلانے کے ہم آپ ہی ذمہ وار ہیں غرض یہ دعوے اور یہ تعریف قرآنی لاف و گزاف نہیں بلکہ حقیقت میں حق ہے اور کوئی شخص عقاید حقہ کے اثبات میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکتا جس کے پیش کرنے سے قرآن شریف غافل رہا ہو قرآن شریف باواز بلند بیسیوں جگہ اپنے احاطہ تامہ کا دعوےٰ پیش کرتا ہے چنانچہ بعض آیات ان میں سے اس ...... میں درج بھی کر چکے ہیں سو اگر کوئی طالب حق آزمائش کا شایق ہو تو ہم اس کی تشفی کامل کرنے کیلئے مستعد اور طیار اور ذمہ وار ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس پر غفلت اور لاپرواہی اور بیقدری کے زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہیں جو صدق دل سے طالب حق ہو کر اس خاصیت عظمیٰ و معجزہ کبریٰ کی آزمایش چاہیں بلکہ وہ اسی میں اپنی بہتری سمجھ لیتے ہیں کہ بات کرتے ہی انکار کر دیں لیکن ظاہر ہے کہ صرف اس بات کے کہنے سے کہ ہم نہیں مانتے یا ہم اسکو خلاف عقل یا خلاف قانون قدرت سمجھتے ہیں امر متنازعہ فیہ انفصال نہیں پاتا اور منصفوں اور ہدایت پسندوں کا یہ طریق ہرگز نہیں۔ ایک شخص کہ ایک امر متنازعہ فیہ کے اثبات کیلئے میدان میں کھڑا ہے دیکر اور آواز دیا اور بلا رہا ہے۔ منکر پھر اسکی طرف رخ نہ کریں اسے آزما کر نہ دیکھیں اور دور بیٹھے یوں ہی کہتے رہیں کہ اس کی یہ باتیں جھوٹ اور بے اصل ہیں کیا یہ شیوہ کسی واقعی راستباز کا ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ دوسرا دروازہ معرفت الہی کا جو قرآن شریف میں نہایت وسیع طور پر کھلا ہوا ہے دقایق علمیہ ہیں جن کو بوجہ خارق عادت ہونے کے علمی اعجاز کہنا چاہئے وہ علوم کئی قسم کے ہیں اول علم معارف دین یعنی جسقدر معارف عالیہ دین اور اسکی پاک صداقتیں ہیں اور جسقدر نکات و لطائف علم الہی ہیں جنکی اس دنیا میں تکمیل نفس کیلئے ضرورت ہے ایسا ہی جسقدر نفس امارہ کی بیماریاں اور اس کے جذبات اور اسکی دوری یا دائمی آفات ہیں یا جو کچھ ان کا علاج اور اصلاح کی تدبیریں ہیں اور جسقدر تزکیہ و تصفیہ نفس کے طریق ہیں اور جسقدر اخلاق فاضلہ کے انتہائی ظہور کی علامات و خواص لوازم ہیں یہ سب کچھ باستیفائے تام قرآن مجید میں بھرا ہوا ہے اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الہیہ یا ایسا طریق وصول الی اللہ یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور مجاہدہ و پرستش الہی کا نکال نہیں سکتا جو اس پاک کلام میں درج نہ ہو دوسرے علم خواص روح و علم نفس ہے جو ایسے احاطہ تامہ سے اس کلام معجز نظام میں اندراج پایا ہے کہ جس غور کرنیوالے سمجھ سکتے ہیں کہ بجز قادر مطلق کے یہ کسی کا کام نہیں۔

مختصر نوٹ اور نکات

مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متعلق جو یہ مشہور ہے۔ کہ وہ ایک عرصہ دراز تک غار میں مخفی رہے گا ناعاقبت اندیش اسکی اصل حقیقت کو نہیں پہچان سکے خلافت راشدہ کے واجب التکریم مصنف نے (رب اجزہ جزاء الاوفی) اس راز کو کھولا ہے اسطرح پر کہ اس غیوبت سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک عرصہ تک قوم کی نگاہ سے مخفی اور غیر معروف رہیگا لیکن حواشی اور عوارض نے اس حقیقت کو چھپا دیا اور واقعہ صحیحہ کو فسانہ کا رنگ دیکر اسے یہ لباس پہنا دیا کہ اسے صدیوں تک غار میں چھپا دیا۔

فی الحقیقت یہ عقدہ جو اسطرح پر کھولا گیا ہے حضرت مہدی مسعود کی پاک لائف پر غور کرنے سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے اور آپ کے بعض الہامات بھی اسکے موید ہیں مثلاً **کان ان تعان وتعرف بین الناس** سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایک زمانہ آپ پر ایسا گذرا ہے کہ دنیا آپکے قدر و مرتبہ سے محض ناآشنا تھی۔ تب ہی تو خداتعالےٰ فرماتا ہے اب وہ وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کی جاوے اور تو اہل عالم میں شناخت کیا جاوے۔ اور اسی کا موید ایک اور الہام جس میں گویا زمین حضرت مسیح موعود کو خطاب کرکے کہتی ہے کہ اے ولی اللہ میں تجھے شناخت نکرتی تھی۔ غرض امام منتظر کے غائب رہنے کی یہی حقیقت ہے۔

یہ غیوبت اور خفا حضرت مہدی مسعود ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر ایک مرسل اور مامور کے حصہ میں آئی ہے۔ اور وہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مامور و مرسل ایک گمنامی کی حالت میں رہ کر اور کچھ عرصہ تک دنیا کے فرزندوں سے کذاب مفتری اور دوکاندار کہلا کر آخر خداتعالےٰ کی نصرتوں اور تائیدوں کے مورد ہوئے پھر یک دفعہ بہت سے سعید انکی طرف رجوع لائے اور زمین ان کی گواہی کے لئے بول اٹھی اور آسمان سے آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ یہ خدا کے سچے **مہدی** اور خلیفہ ہیں۔

قرآن کریم میں **رب** اور **اللہ** اسموں کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے لکھا ہے۔

قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ نبوت کی تربیت اور اسے کمال مطلوب تک پہنچانا خداتعالےٰ کے اسم رب کا خاصہ ہے۔ اور جہاں جہاں خداتعالےٰ نے ضرورت نبوت کی قرآن کریم میں بحث چھیڑی ہے وہیں میں اپنے اسم رب کو مذکور فرمایا ہے اس لئے کہ جیسے اس کی ربوبیت نے انسان کے عالم اجسام کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی اشیاء کو مسخر کیا اور خدمت میں لگا دیا ہے ویسے ہی اس کی ربوبیت نے تقاضا کیا کہ انسان کی روح کی تربیت کے لئے جو اصلی مقصود اور ابدی غیر فانی شئے ہے اس کی تربیت کے مناسب حال سامان مہیا کرے سو اس کے لئے اس نے نبوت کا سلسلہ اس جہان میں قائم کیا۔ اور جہاں نبوت کے اعدا اور مخالفین کو مقابلہ سے ڈرانا چاہا اور ان کے بارہ میں خوفناک وعید بیان کرنے چاہے ہیں وہاں نبوت کی حمایت و دفاع میں اسم اللہ کو جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کا اصلی مقصد توحید الوہیت کا قائم کرنا اور آلہہ باطلہ اور ہر قسم کے طواغیت کا ابطال کرکے خداوند تعالےٰ کے لئے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ استحقاق اور لاشریک منصب مخصوص کرنا ہوتا ہے۔ تو جب عداوت اور خلاف اپنے ہتھیار پہن کر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہوں غیرت اور جوش بھی اسی کو آنا چاہئے جس کی خدمت کے لئے نبوت میدان میں نکلی ہے

ہے

یاد رکھو آخر یہ لوگ بہت شرمندگی کے ساتھ اپنے منہ بند کر لینگے اور بڑی ندامت اور ذلت کے ساتھ تکفیر کے جوش سے دستکش ہو کر ایسے ٹھنڈے ہو جائینگے کہ جیسے کوئی بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈالدے لیکن انسان کی تمام قابلیت اور زیرکی اور عقلمندی اس میں ہے کہ سمجھانے سے پہلے سمجھے اور جتلانے سے پہلے بات کو پا جائے۔ اگر سخت سخت خواری کے بعد سمجھا تو کیا سمجھا بہتوں پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ کافر بنانے اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کرینگے اور بدظنی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کرینگے مگر کہاں وہ پہلی بات اور کہاں یہ ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوی کردہ را نبود زیب دختری

سو اے میری پیاری قوم! اسوقت کو غنیمت سمجھ یہ تیرا گمان صحیح نہیں ہے کہ اس صدی کے سر پر آسمان و زمین کے خدا نے کوئی مجدد اپنی طرف سے نہ بھیجا بلکہ (معاذ اللہ) کافر اور دجال بھیجا تا دنیا میں فساد پھیلائے۔ اے قوم! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کا کچھ لحاظ کر اور خدا سے ڈر اور نعمت کو ردمت کر ؎

عاقل بشنو گر عاقلی دریاب گر صاحبدلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

شرمناک اغواء

نہایت افسوس کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ قادیان میں ایک ... نے ایک کنواری کشمیری لڑکی قوم کشمیری کو جسکے والدین مرچکے ہیں اور وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کی نگرانی میں یہاں ہی رہتی تھی۔ اغوا کر لیا ہے۔ یہ مقدمہ رائے بھو رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کی عدالت میں دائر ہو گیا ہے جو لڑکی کے نانے کی طرف سے کیا گیا ہے۔ قادیان کی کل کشمیری قوم اس شرمناک حرکت پر ناراض معلوم ہوتی ہے۔ لڑکی ابھی تک گم ہے معلوم نہیں اسے کہاں رکھا گیا ہے اس اغواء میں بعض عورتوں اور مردوں کی شمولیت بیان کی جاتی ہے۔ امید ہے عدالت سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا۔

(ایڈیٹر)

ایک آریہ کا قتل

فریدکوٹ کا سٹیشن ماسٹر قتل کیا گیا ہے جسکو آریہ اخباروں نے خوب رنگ دیا ہے ہم اس پر مفصل پھر لکھیں گے اسکے صحیح واقعات جو روزانہ پیسہ میں شائع ہوئے ہیں فی الحال درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

بابو تلسی رام آریہ خیالات کا آدمی تھا۔ چند روز سے اوس نے اپنے ایک دو ہم خیالوں کے شورہ سے فریدکوٹ میں آریامت کی اشاعت چاہی۔ اُنہوں نے ایک دفعہ فیروزپور سے لیکچرار منگوایا۔ اوس کے لیکچر ہونے کے لئے اجازت ہونے کی محکمہ وزارت میں درخواست کی۔ وزیر صاحب نے اجازت دی لیکچر ہوے۔ لیکچرار چلا گیا اور وزیر صاحب کوہ کسولی تشریف لے گئے۔ تو ان دنوں ایک شخص مسمی ہر نام سنگھ لیکچرار کو لاہور یا کسی اور جگہ سے منگوا کر شہر میں بلا اجازت لیکچر شروع کرا دیئے۔ لیکچر ہونے لگے۔ تو لیکچرار نے دوسرے مذاہب کے حق میں توہین آمیز کلمات استعمال کرنے شروع کئے۔ اس وجہ سے عام رعایا ناراض ہوئی کہ ایسے توہین آمیز لیکچر فریدکوٹ میں کبھی نہیں ہوے۔ اور اب بھی نہیں ہونے چاہئیں چنانچہ مدار المہام صاحب کے واپس آنے پر باشندگان شہر کیطرف سے یہ شکایت پیش ہوئی۔ جس پر حکم ہوا کہ آئندہ لیکچر سوائے منظوری خاص ہز ہائینس بہادر نہ دیئے جائیں۔

۲۰- تاریخ کو اثناء لیکچر میں گوپی نامی جو تھوڑے عرصہ سے پٹیالہ سے آکر یہاں پان فروشی کی دوکان کرتا تھا۔ ہتک آمیز الفاظ نہ سن سکا۔ اور کہہ اٹھا کہ میں اس کی تردید میں کل لیکچر دونگا۔ اس پر لیکچرار اور سٹیشن ماسٹر ناراض ہوگئے۔ ناراضگی کی نوبت یہاں تک پہونچی۔ کہ گوپی ۲۱- جولائی کو سٹیشن پر گیا۔ تو سٹیشن ماسٹر نے اوس سے دو چار ہو کر۔ اوس کو سخت زدوکوب کیا۔ گوپی سے ایک راضی نامہ پر انگوٹھے بھی لگوا لئے۔

شرابی اور مدہوش ہونے کا اقبال بھی راضی نامہ میں کسی دوسرے آدمی سے لکھوا لیا۔ جب وہ سٹیشن ماسٹر کے پنجہ سے نکلا۔ تو فی الفور اوس نے ریلوی پولیس اور ٹریفک افسروں کے پاس شکایتی تار اور عرضیاں بھیجیں ایک استغاثہ عدالت میں پیش کیا۔ کہ اوس کا ملاحظہ ڈاکٹر سے کرایا جائے۔ ڈاکٹر نے ملاحظہ کرکے لکھا۔ کہ وہ مدہوش اور نشہ خوردہ نہیں ہے مگر عدالت ریاست سے یہ وجہ بیان کرکے۔ کہ موقعہ واردات حدود ریاست سے باہر ہے۔ کوئی مزید کارروائی استغاثہ کی نہ کی۔ گوپی خاموش ہوا۔

مگر سٹیشن ماسٹر نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ صدہا آدمیوں کے روبرو اوس کو ایسی فحش گالیاں دیں۔ کہ کوئی کمینہ سے کمینہ آدمی کو بھی نہیں دیتا۔ اسیطرح سٹیشن ماسٹر بازار میں آتے جاتے اوس کو دھمکاتا۔ اور اوسکا اشتعال زیادہ کرتا تھا۔ اُس کے برف کی ڈلیوری نہ کی۔ بلکہ سٹیشن پر نیلام کرادی جس سے اوسکا زیادہ نقصان ہوا۔ اور اشتعال زیادہ بڑھا۔

اتفاقاً ۲۳- جولائی کو ۹ بجے رات کے گوپی دوکان پر بیٹھا تھا۔ سٹیشن ماسٹر نے اوس کے پاس سے گذرتے ہوے اوس کو ڈنڈا دکھا کر دھمکایا۔ اسپر اوسکو غصہ آگیا۔ جب سٹیشن ماسٹر واپس آیا۔ تو آگے بڑھکر اول اوس کے چہرہ پر پسی ہوئی مرچوں کا برادہ پھینکا۔ وہ آنکھوں کو دامن قمیص یا کوٹ سے صاف کرنے لگا تو چاقو اوس کے پیٹ میں چبھو دیا جس سے اوس کے خم معدہ اور جگر اور معدہ پر زخم کاری لگا۔ مجروح نے لاٹھی کا وار کیا۔ مگر خالی گیا۔ گوپی سیدھا کوتوالی میں پہونچا اور کہا کہ میں بابو سے اپنا بدلہ لے آیا ہوں۔ پولیس نے اوسکو گرفتار کیا فی الفور موقعہ پر پہونچے۔ مجروح کو ہسپتال میں بھیجا ڈاکٹروں سے پوری امداد علاج کی پہنچائی۔ سول سرجن ریاست نے تندہی سے علاج شروع کیا۔ اور اہلکاران منتظم نے کامل تاکید سے تفتیش شروع ہونے کا حکم دیا۔ جابجا اطلاعیں اور رپورٹیں بذریعہ ارجنٹ تاروں کے بھیجیں۔ ہوش آنے پر مجروح نے جو کچھ بیان کیا تھا۔ اوس کے مطابق مقدمہ کی کارروائی چلائی۔ مجروح ۲۳- کی ۹ بجے شب سے ۲ بجے دوپہر ۲۴- تاریخ تک ۱۵ گھنٹہ فریدکوٹ کے ہسپتال میں رہا۔ ۲ بجے حسب خواہش اوس کے متعلق کے سٹیشن پر پہنچایا گیا۔ اور وہاں ۱۱ بجے رات تک رہا۔ بعدہ حسب تجویز صاحب سول سرجن فیروزپور مال گاڑی میں فیروزپور پہنچایا گیا۔ وہاں جاکر ۹ بجے شام تک زندہ زیر علاج رہا۔ ۹ بجے شام کے مرگیا سارے واقعہ کا یہ صحیح اور مختصر قصہ ہے۔ اس سے شور مچانے والے اخبارات کی بے خبری معلوم ہوتی ہے عدالت ریاست نے پولیس کی تفتیش کے بعد مجسٹریٹی تحقیقات باقاعدہ کرکے مقدمہ سپرد سشن کر دیا ہے۔ عدالت سشن فیصلہ کرے گی تو نتیجہ معلوم ہوگا لیکن بعض حلقوں میں یہ خبر گرم ہے کہ جن اخبارات نے غلط واقعات چھاپے ہیں۔ اور غلط اتہام لگائے ہیں اون پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

جھوٹے نبی اور عیسائی

ایک مرتبہ ایک عیسائی صاحب نے لمنز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ خط دریافت کیا تھا کہ آپ جو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں تو وہ جو انجیل متی میں لکھا ہے کہ جھوٹے مسیح اور نبی آئیں گے ۔ وہ کون ہیں؟ اس سوال کا جواب شیخ الٰہ دین صاحب لودھانوی نے بھیجا ہوا تھا جو بعض وجوہات سے ابتک چھپ نہ سکا ۔ اسے فائدہ ناظرین کیلئے اب ہم درج کرتے ہیں ۔ ایڈیٹر

جناب مارکوئیس صاحب وہ جھوٹے نبی اور مسیح آپ کے بھائی بندوں اور بزرگوں عیسائیوں ہی میں سے ہوئے تھے شاید اور بھی ہوتے رہیں گے ۔ دیکھیے انجیل متی باب ۷ آیت ۱۵ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں ۔ پادری عمادالدین اپنی تفسیر انجیل متی خزانۃ الاسرار مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۰۱ سطر اول میں لکھتا ہے ۔ بھیڑیوں کے لباس میں ۔ بھیڑیں تو عیسائی لوگ ہیں یہ جھوٹے نبی بھی عیسائیوں کی صورت بنکر آویں گے یہ بڑی مصیبت ہے کیونکہ اگر وہ شکل مخالف آتے تو ان سے بچنا آسان ہوتا پر وہ تو بشکل بھائی آویں گے اگرچہ باطن میں بھیڑیئے ہیں تو بھی لباس بھائیوں کا سا رکھتے ہوں گے اور دل میں فریب ہوگا ۔ تو جناب مارکوئیس صاحب پادری عمادالدین کی تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ وہ جھوٹے نبی خود عیسائیوں میں سے ہی ہونگے پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۱۱۲ میں پادری عمادالدین لکھتا ہے کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے ۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہوں گے نہ میری روح میں بلکہ ان کی زبان پر میرا نام تھا اور روح ان میں ابلیس کی تھی ۔

سبحان اللہ انجیل کے واعظوں کی کیا عمدہ تعریف ہو رہی ہے جن کا سامان صرف زبانی اور اندر روح شیطانی اور اس پر خوبی یہ کہ منصب نبوت دیا جاتا ہے [1] ۔ اور انجیل متی باب ۲۴ آیت ۱۱ ۔ اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی پھیل جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جائیگی پادری عمادالدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۴۱۵ سطر ۹ میں لکھتا ہے دنیا فریبی لوگوں سے بھری ہوئی ہے نہ صرف باہر مگر کلیسیا میں یہ لوگ ہوتے ہیں ۔ جناب مارکوئیس صاحب غور فرمائیں کہ پادری عمادالدین کی زبانی بخوبی معلوم ہو گیا کہ دنیا فریبیوں سے بھری ہوئی ہے مگر بہ نسبت دنیا کے عیسائی احاطوں میں فریبی لوگ بکثرت ہیں اور یہ بات پادری عمادالدین کی نہایت ہی صحیح ہے کیونکہ ہمارا بھی یہی تجربہ ہے ۔ اور جناب پطرس حواری کی بھی یہی رائے تھی کہ وہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہوں گے ۔ دیکھو خط دوم پطرس باب ۲ آیت اول جیسے جھوٹے نبی اس قوم میں تھے یعنے یہود میں ویسے جھوٹے معلم تم میں بھی ہوں گے جو ہلاک کرنیوالی بدعتیں پوشیدہ میں نکالیں گے اور اس خداوند کا جس نے انہیں مول لیا انکار کریں گے اور آپکو جلدی ہلاک کریں گے اور بہتیرے ان کے فساد کی پیروی کریں گے

جناب پطرس کی زبانی ثابت ہو گیا کہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہوئے ہیں اور حضرت یوحنا حواری کا فرمانا بھی مطابق جناب پطرس کے ہے ۔ دیکھو اول یوحنا باب ۲ آیت ۱۸ ۔ اے بچو یہ آخری زمانہ ہے اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مسیح کا مخالف آتا ہے سو ابھی بہت سے مخالف ہوئے ہیں اس لئے ہم جانتے ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے وے ہم میں سے نکلے ۔ اور کتاب اعمال باب ۲۰ آیت ۲۹ میں پولوس کا قول یوں منقول ہے ۔ کیونکہ یہ میں جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیئے تم میں آویں گے اور خود تم میں سے مرد اٹھیں گے جو الٹی باتیں کہیں گے کہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں ۔

پادری عمادالدین کتاب اعمال کی تفسیر تذکرۃ الابرار مطبوعہ ۱۸۷۹ء کے صفحہ ۱۸۵ سطر ۱۰ میں لکھتا ہے ۔ اور خود تم میں سے یعنے افسیوں میں سے دیکھو ہمناؤس اور سکندر افسیوں میں سے تھے یہ اٹھے ہیں اول سطاؤس [illegible] اور نقلاس ایک بدعتی ایسی جگہ سے نکلا تھا جس سے نقلیائی فرقہ نکلا ۔ مکاشفات باب ۲ آیت اول سے ۶ تک اور ایک شخص دلیطس بھی تھا اس جگہ کا دوم تسطاؤس [illegible] اور وہ قیامت کا منکر ہو بیٹھا تھا ہمناؤس کے ساتھ مگر ان کا اثر دور دور تک بھی پھیل گیا تھا جو پولوس سے پھر گئے تھے ۔ دوم تسطاؤس [illegible] دوسرا خط تسطاؤس کا خاص افسیوں کو لکھا گیا تھا اور اسی طرح یوحنا رسول بھی افسس میں بیٹھا چلاتا ہے کہ وے ہم میں سے نکلے اگر خاص افسیوں سے مراد ہے تو اوپر دکھلایا گیا کہ کیسے کیسے اور کون کون لوگ بدعتی وہاں سے نکلے ہیں اور جو لفظ تم میں سے خاص عیسائی جماعت پر اشارہ ہے تو یہ مطلب ہے کہ عیسائی بعضے بدعتی فرقے بھی نکلیں گے اور بعض شریر عیسائی اٹھیں گے ۔ چنانچہ ایسا آجتک دیکھتے ہیں کہ کلیسیائی ظاہر میں سے بعضے شریر اٹھتے ہیں اور بدعت نکالتے ہیں منہ سے بولتے ہیں کہ ہم خدا کے لئے غیرت مند ہیں مگر وہ پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں اور لوگ انہیں قبول کر لیتے ہیں اسلئے کہ وہ اندر سے ہیں اندر کا دشمن مشکل سے پہچانا جاتا ہے پر باہر کا دشمن دور سے نظر آتا ہے پر جو دشمن اندر سے اٹھتے ہیں ان سے زیادہ خوف ہے ۔

میں راقم اس کتاب کا کلیسیا کے اندرونی دشمنوں [2] سے اسقدر ستایا گیا ہوں کہ اتنا دکھ باہر کے دشمنوں سے میں نے نہیں پایا تب میں ان بے رحموں کی کیفیت سے زیادہ واقف ہوں انہیں ہرگز خدا کا خوف نہیں نہ کچھ پرواہ دین کے جلال کی ہے صرف پیٹ کے بندے ہیں اور دوسروں کو بھی پیٹ کا بندہ جانتے ہیں اور رات دن بیٹھے ہوئے بیکار منصوبے باندھا کرتے ہیں تو یوں کہیو ہیں یوں کہونگا میں اسطرف سے یہ آفت اٹھاؤنگا تو اسطرف سے یوں کر ڈالیو بھائی افسوس اس فرقہ کے لوگوں پر کہ کلیسیا میں پاکیزگی اور خوبی نہیں آنے دیتے اور بھائیوں کے دل خراب کرتے ہیں اور انہیں پراگندہ کرتے ہیں لباس دینداری کا ہے مگر چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ مسیح کے پاس سے چلے جاویں تو ہم خوب کلیسیوں میں حکومت کریں ۔ سب عیسائیوں کو اپنی طرف اسوقت دیکھنا چاہیئے کہ آیا میں تو ایسا شخص نہیں ہوں ۔ اور کہنا چاہیئے کہ اے خداوند میں ہوں تب خداوند بتلا دیگا کہ تو نے خود کہا

جناب مارکوئیس صاحب اب تو پادری عمادالدین ڈیڈی کے بیان سے آپ کو اچھی طرح اور بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ شریر اور بدعتی لوگ جو انجیل کی منادی کرتے تھے اور وعظ کہلاتے تھے جن کے حق میں پادری عمادالدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۱۲ میں فرما چکے ہیں کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے ۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہوں گے میری روح میں بلکہ انکی زبان پر میرا نام تھا اور روح ان میں ابلیس کی تھی یہی شیطان مجسم انجیل منادا اور واعظ قدیم سے سچائی کے دشمن عیسائیوں ہی میں ہی ہوئے ہیں خواہ ان کو جھوٹے نبی فرقہ عیسائیوں میں سے ہوئے ہیں اور زمانہ حواریین میں یہ شریر بکثرت ہو گئے تھے چنانچہ انہیں کیطرف میاں پولوس صاحب اشارہ کر کے فرما رہے ہیں دیکھو خط دوم قرنتیوں باب ۱۱ آیت ۱۳ ۔

کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول دغاباز کارندے ہیں جو اپنی صورت کو مسیح کے رسولوں سے بدل ڈالتے ہیں ۔

کیوں حضرت مارکوئیس صاحب مسیح کے رسولوں کے زمانے میں جب جھوٹے رسولوں نے اپنی صورت و شکل مسیح کے رسولوں سے بعینہٖ مشابہ بنالی ہوگی تو عام بندگان خدا کو ضرور دھوکہ لگا ہوگا اور اس فریب اور دھوکہ میں آنکر لوگوں نے ان فریبیوں اور شکل و صورت تبدیل کرنیوالوں کو ازراہ غلطی اصل رسول خیال کر لیا ہو تو جائے تعجب کیا ہے اور ان دغاباز اور جھوٹے رسولوں نے مؤلفین اناجیل کیطرح انجیلیں بھی لکھی ہوں یہ ممکن ہے اور وہ انجیلیں پھیل بھی گئی ہوں اور شاید ہو سکتا ہے یہی انجیلیں جو عیسائی لئے پھرتے ہیں وہی ہوں کیونکہ انجیلوں کا شمار قریباً سو تک ہو گیا ہے ۔

اب اناجیل مروجہ حال اور دیگر انجیلوں میں مابہ الامتیاز کی صورت نہیں دل میں احتمال پیدا ہو گیا اور جہاں احتمال ہوگا وہاں یقین ہونا غیر ممکن ہے اور ہم تو مؤلفین اناجیل کو بھی جھوٹے نبی جانتے ہیں کیونکہ انہیں علامات نبوت و پیغمبری مقرر کردہ فورمن صاحب مندرجہ کتاب تیغ و تبر عیسوی مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۴ یعنے معجزہ و پیشین گوئی اور نیک چال چلن اور عمدہ کتب تعلیم ان چاروں شرائط کا ثبوت مؤلفین اناجیل میں بالکل پایا نہیں جاتا ۔ اگر کوئی مرد میدان عیسائی ثبوت دے سکتا ہے تو بسم اللہ کر کے اول جناب متی صاحب سے شروع کر دے اور نمبروار کل مؤلفین اناجیل میں شرائط چہارگانہ کا ثبوت دے ورنہ ہم ان کو شبوت نبوت و پیغمبری انکو جھوٹے نبی خیال کرینگے

الراقم

یکے از خادمان مسیح موعود علیہ السلام ۔

ضروری اطلاع

خط و کتابت کرنیوالے اصحاب باوجود بار بار فہمائش کرنے کے نمبر چٹ تحریر کرنے میں تساہل کر جاتے ہیں جس سے تعمیل میں وقت پیش آتی ہے اور جواب نہیں دیا جاتا

(منیجر)

---

[1] انہیں انجیلی واعظوں کو اصلاح انجیل میں جھوٹے نبی کہا گیا ہے ۔

[2] یہ اندرونی دشمنوں کا اشارہ پادری صاحب کا ان عیسائیوں کیطرف ہے جنہوں نے آپکی کتاب ہدایت المسلمین کو اشاعت سے روک دی ہے اور خاص آپکے تثلیثی عقیدہ پر تمسخر کیا ہے ۔ دیکھو اظہار عیسوی کے ریمارک ۱۲

[3] دیکھو رسالہ [illegible] [illegible] ۲۳/۳۱

حکیم الامت کا وعظ عورتوں کو

(۱۴ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء بعد عصر)

یا ایہا النبی قل لازواجك ان کنتن تردن الحیوٰة الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ الآیۃ۔

یہ آیتیں قرآن شریف کے ۲۱ پارہ کے اخیر اور ۲۲ کے ابتدا کی ہیں انہیں خدا نے ایک گھر والیوں کو وعظ فرمایا ہے اس گھر اور اس واعظ کا وعظ اور جن بیبیوں سے اوس واعظ کا تعلق ہے اس کا ذکر فرمایا ہے اس سے میری غرض یہ ہے کہ واعظ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ وہ گرامی ذات ہے جس کے لئے دنیا کو یہ حکم ہوا کہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہ اگر تم کو یہ منظور ہے کہ خدا کی محبوب بنو تو اسکی اتباع کرو۔

جب انسان کسی کا پیارا بنتا ہے تو پیار کرنیوالا اپنے پیارے کی تکلیف کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی غلطی کی وجہ سے وہ کسی تکلیف میں ہو تو اس کی تکالیف کو دور کرتا ہے۔ مگر کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ محبوب کی تکلیف دیکھتے اور اس کو دور نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اونہیں طاقت دور کرنے کی نہیں ہوتی مگر خدا تو کامل قدرت اور کامل علم والا ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو مجھ سے تعلق ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو پھر تم میرے محبوب بنجاؤ گے۔ جب تم اس کے محبوب بنجاؤ گے تو ہر ایک قسم کے سامان تمہارے لئے اللہ تعالےٰ مہیا کرے گا پس اللہ تعالےٰ نے اس پاک بندے سے گھر میں وعظ کروایا اس لئے کہ ہم اوس پر عمل کر کے فضل اور ابدی آرام حاصل کریں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کیا اور اپنی بیبیوں کو سنایا وہ بیبیاں کیسی تھیں الطیبات للطیبین۔ الآیۃ۔

پس ان بیبیوں کو وعظ سنایا۔

ہم کو اتباع کا حکم ہے۔ اس لئے یہ وعظ مجھکو دو طرح سنانے کیلئے مامور کیا جاتا ہے پہلے رسول اللہ کے اتباع کا حکم دوسرے اوس سچے اور حقیقی نائب اور خدا کے پاک بندے نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو وعظ سناؤں۔

اب بتاتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم نے کیا وعظ کیا۔ اور کیا وہ وعظ خود کیا یا خدا کے ارادہ سے کیا۔ انہیں خدا کا ارشاد بھی تھا کہ وعظ سناؤ اس سے ہم کیا فائدہ اوٹھائیں۔ سنیں اور سنائیں اور اس کے اغراض پر غور کر کے عمل کریں۔

آجکل دنیا میں ایک بیماری ہے نہ صرف عورتوں میں بلکہ مردوں میں بھی کہ جب ہم کسی راستباز کے اعمال احکام اور چال چلن بیان کرتے ہیں تو اکثر وقت بہت لوگ شدید طالی اغوے سے کہدیتے کہ یہ کام ہم سے نہیں ہو سکتا نہ ہم رسول اور نہ رسول کی بیبی میرے نزدیک یہ کہنا کفر ہے اور خدا پر بھی الزام آتا ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم سے ان احکام کا نباہ نہیں ہو سکتا۔ تو کیا خدا نے کوئی لغو حکم دیا ہے۔ پھر جب خدا نے نبی کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ہم وہ کام کر ہی نہیں سکتے۔ تو ہمیں اون کی اتباع کا حکم کیوں ملا۔ میرا ایمان ہے کہ جن احکام کا مطیع خدا نے ہمکو بنایا ہے ہم ضرور کر سکتے ہیں۔ اور جن سے روکا ہے اس سے ہم رک سکتے ہیں۔ پس میں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے جو حکم دیئے ہیں انکو ہم کر سکتے اور اس کے موانعات سے ہم رک سکتے ہیں۔

رسول صلعم اور آپ کی بیبیاں جب مدینہ میں تشریف لائے۔ تو مدینہ میں کوئی مکان۔ باغ۔ زراعت یا تجارت کا سامان نہ تھا اور سب کو ایک گونہ تکلیف تھی۔ اور وہ اس قسم کی تکلیف نہ تھی جیسے آجکل لوگوں کو لنگر سے کھانا ملتا اور مہمانخانہ میں چارپائی ملتی۔ بلکہ اس وقت ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہ ملتا تھا۔

پھر ایک شریر قوم یہود نے آنحضرتؐ سے سخت چھیڑ کی یعنے دس ہزار آدمی کو باہر سے چڑھا کر لائے اور اندر سے خود تباہ کرنا چاہا۔ مگر خدا نے اون باہر والوں کو بھگا دیا اور یہود کو اس پاداش میں ہلاک کیا۔ اور ان کے کل اموال آنحضرتؐ کے سپرد کئے۔ اس پر کمزور طبائع کی عورتوں کو خیال آیا کہ اب ہمیں آسائش ہو جاوے گی اس پر یہ حکم آیا کہ اے نبی اپنے گھر والوں سے کہدو کہ اگر تمہارا اصل منشاء دنیا والی زندگی اور اسکی زیب و زینت کا خیال ہے تو آؤ ہم تمہیں کچھ دیکر علیحدہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ منشاء ہے کہ خدا راضی ہو اس کا رسول راضی ہو۔ آئندہ سکھ پاؤ۔ تو یاد رکھو کہ خدا کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اے نبی کی بیبیو اگر تم میں سے کوئی بدی کا ارتکاب کرے گی تو اسکو دوہرا عذاب ملیگا اور یہ بات خدا پر آسان ہے اور جو کوئی تم میں سے خدا اور رسول کی اطاعت کریگی اور عمل صالح کریگی دوگنا اجر دینگے۔ اے نبی کی بیبیو کیا تم عام عورتوں کیطرح تو ہو نہیں۔ جبکہ تم نے متقی بننے کا ارادہ کیا ہے تو کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جسمیں کسی شریر کا لحاظ پایا جاوے۔ اور ایسی بات کہو جو سہل اور پسندیدہ ہو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اللہ جاہلوں کیطرح باہر نہ نکلا کرو۔ اور درست رکھو نماز کو اور دیتے رہو زکوٰۃ کو اور اطاعت کرو خدا اور رسول کی تحقیق ارادہ کر لیا ہے خدا نے یہ کہ دور کر دے تم سے ہر قسم کی ناپاکی۔ اے گھر والو۔ اور تمہیں پاک کرے۔

اب غور کرو یہ نبی کی بیبیوں کا حکم ہے تم میں اگر ہماری ام المومنین ہیں۔ تو حکم کیلئے ان کیلئے ہے۔ کہ تمہارے لئے دنیا اور اوسکی زینت کا ارادہ کرنا۔ خدا کا منشاء نہیں جب وہ خدا اور رسول اور یوم آخرۃ کا ارادہ کریں گی تو خدا اونکو ضائع نہ کرے گا۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوگی تو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ ان کے چال چلن کا اثر دوسری عورتوں پر پڑے گا۔ اگر وہ اپنے خاوند کے حالات پر غور نہ کرینگی اپنا نیک نمونہ دوسری عورتوں کو نہ دکھاوینگی تو بہت بڑا جواب دہ ہونا پڑیگا۔ خدا کا منشاء ان کیلئے بھی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیبیوں کیلئے تھا۔

اب جسقدر بیبیاں انکے ماتحت ہیں۔ لازمی ہے کہ وہ ان کا نمونہ اختیار کرینگی۔ ہماری ایک چھوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہیں رکھتی پر ہمیں دیکھکر کاغذ قلم۔ دوات سے لکیریں ڈالتی رہتی ہے پس جبکہ انسان کی جبلت اسطرح پر واقع ہوئی ہے تو عورتیں بھی نمونہ کی محتاج ہیں۔ بہت سی عورتیں باہر سے آتی ہیں۔ اگر وہ وہی نمونہ یہاں آکر بھی دیکھیں جو ان کے اپنے دنیاوی گھروں میں ہے تو پھر وہ سست اور کاہل ہو جاوینگی۔ پھر اگر یہاں سچی اور نیکی اور دینداری کا نمونہ دیکھیں گی تو خود بخود نمونہ بنیں گی۔

پھر آپ کا چال چلن ایسا ہو کہ دوسری عورتیں اسے دیکھکر نیکی کا نمونہ بنیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا ایک نمونہ صرف ایک نمونہ سناتا ہوں وہ ایک ایسی بی بی کا ذکر ہے کہ حقیقت میں ہماری ام المومنین کی مانند تھی۔ سچا تقوےٰ انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا جبتک نکاح سے لباس حاصل نہ کرے کیونکہ بہت سے تعلقات اور نرمیاں اور اغماض اس رشتہ سے کرنے پڑتے ہیں میں نے ایک حدیث میں پڑھا ہے کہ یہ بطال لوگ جنکا کوئی رشتہ بی بی بچہ نہیں بڑے ناقابل اعتبار ہیں۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت پہلے پہل جب اپنا دعوے اظہار کیا وہ ایک بی بی خدیجہ ام تھیں ساتھ ہی اس بی بی کو یہ بھی کہا کہ میں مامور ہوا ہوں اسلئے اپنی جان کا بھی مجھے ڈر ہے۔ یہ کوئی تعجب انگیز نہیں۔ اسوقت ہمارے مرشد و مولا بھی تن تنہا ہیں۔ ہندو سکھ آریہ عیسائی شیعہ وغیرہ وغیرہ کل قومیں دشمن رشتہ دار دشمن۔ سیکرٹ بھی موجود نہیں۔ غرض اندرونی بیرونی دنیا دشمن ہو رہی ہے۔ پر خدا کے بغیر ان اسکی حفاظت کر سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ میں خود ابھی تک اس حد تک نہیں پہونچا جسے میں چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی پاک زبان سے سنا ہے کہ میں ایک ایسے جنگل میں جانا چاہتا ہوں جسکی راہ میں لوہے کے کانٹے ہیں پھر ہم بظاہر دیکھتے ہیں کہ ہمیں کوئی دشواری نظر نہیں آتی۔ مجھکو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ محبت ہے وہاں اس بی بی سے بھی اسیطرح کی محبت ہے۔

اس بی بی نے اس وقت آنحضرتؐ کو کیا جواب دیا اور کیسا پاک اور پیارا جواب دیا جو بخاری میں درج ہے۔ کہ میری روح آپ پر قربان ہو اپنے فرمایا۔ کلا واللہ۔

نہیں حضور ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ آپ تو رحم کا بڑا بھاری لحاظ کرتے ہیں۔ پس رحم کے لحاظ سے بیوی کے رشتہ داروں سے محبت کیجاتی ہے جو شخص ایسا لحاظ کرتا ہے پیارے خاوند وہ ذلیل نہیں ہوتا۔

پس تم بھی رشتہ داروں سے خاص پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچاوے۔

آپ تو دکھیاروں کے دکھ اٹھاتے ہو اور دکھیوں اور رشتے ماندوں کی مدد کرنیوالا خدا کے حضور ذلیل نہیں ہوتا۔

پھر آپ کے حضور جو لوگ آتے ہیں وہ وہ چیز پاتے ہیں۔ جو جہان میں انکو میسر نہیں آسکتی یعنے خدا کے قرب کی راہیں آپ سے ملتی ہیں۔ اور آپ سچ بولتے ہیں۔ اور ضرورتوں کے وقت آپ ہمیشہ لوگوں کے شریک ہوتے ہیں اسیطرح کے لوگ کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔

پس یہ ایسی باتیں ہیں کہ جو سچ طور پر رسول کی رسالت کو ثابت کرتی ہیں۔ یہ کلمہ اوس بی بی کے منہ سے نکلا ہوا ہے اور ان ہزار لوگوں کیواسطے راہ ہدایت ہوا جب لوگ دیکھتے کہ پندرہ برس کی تجربہ کار بی بی ایسے الفاظ کہتی ہے تو سوائے ماننے کے اور کیا کہہ سکتے۔

اسی قسم کا پاک نمونہ ہونے کیلئے خدا نے ان آیات میں آگاہ کیا ہے۔ کہ جو عورتیں رسول کے گھر میں رہتی ہیں۔ خدمتگار ہوں یا اصیل ہوں۔ خدا تمہارے لئے چاہتا کہ تمہارا اصل ارادہ زینت دنیا نہو بلکہ خدا اور رسول کی اتباع اور آخرت کی بھلائی ہو۔

تمہاری غلطی دوہری غلطی نہ ہو۔ کیونکہ غلط کار اپنی غلطی کا آپ ہی پھل اٹھاتا۔ پس جسکی غلطی دیکھکر دوسروں نے اثر پذیر ہوتا ہے۔ اس کو دو غلطیوں کا پھل ملیگا۔ اسیطرح تمہارے لئے نیکی کے عوض میں اجر بھی دوہرا ہے۔ مثلاً اگر ہمارا چال چلن برا ہے تو ہم اول تو خدا کا گناہ کرتے ہیں۔ دوسرا اپنے امام پر الزام لگاتے ہیں کہ اس کے ہمنشینوں کے اعمال ایسے ہیں تو خود اس کے کیسے ہوں گے۔

پس تم بھی دوہری جواب دہ ہوگی اول اپنی ذات میں۔ دوسرے وہ نقص بھی تمہارے ذمہ ہے جو تم کو دیکھکر دوسری عورتوں نے تمہاری اتباع کا نمونہ ٹھہرایا۔

خدا کی اتباع کرو تاکہ خدا تمہارے کل ولد ہر دور کرے اور تم پر اپنی مہربانی کرے۔

واعظ باتیں تو بہت کرتا ہے۔ پر میں دیکھتا ہوں کہ واعظ کو مشکلات بھی بہت ہیں۔ میں بچپن سے وعظ کرنیکا عادی ہوں۔ پر مجھے بہت تجربہ ہوا ہے کہ واعظ کو وعظ میں بڑی بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ اگر واعظ صرف یہی بات کرے نیکی عمدہ چیز اور بدی بری چیز ہے۔ تو پھر ہر ایک فرد

بلکہ بری ہی جاتا ہے۔ اس کے بیان کی حاجت کیا ہے۔ مگر واعظ کو ہمیشہ تفسیر میں وقت ہوا کرتی ہے۔ اول کوئی شخص اُن بداعمالیوں اور بیماریوں میں مبتلا ہے جو واعظ بیان کر رہا ہے پر وہ سمجھتا کہ واعظ مجھکو بر سرِ عام بدنام کر رہا ہے اور واعظ سے بدظن ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا ظن بری چیز ہے۔ ہاں واعظ کو بھی اسمین قدرت ضرور ہے کیونکہ اگر کہو لوگ اُن بیماریوں کا ذکر کرے تو لوگ سمجھتے کہ ہمیں طعنہ دے رہا ہے۔ اگر چپ رہے تو وعظ کیا ہوا۔ پس بیبیوں کو اس بات سے بھی آگاہ رہنا چاہیے کہ اگر میں بیان میں کسی ایسی بیماری کا ذکر کروں جو کسی کے اندر موجود ہو تو وہ یہ بدظنی نہ کرے کہ میں اس کو بدنام کرنا چاہتا ہوں یا اس کو طعنہ دے رہا ہوں۔

میں تمہارے گھر کو قابل عزت سمجھتا ہوں اور اس پر جان و مال قربان کرنے کو طیار ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل سچ ہے اگر اب بھی تم ایسے الزام لگاؤ تو میں بری ہوں تیسری غلطی یہ ہے کہ انسانی کمزوری ہے انسان دوسرے کی غلطی دیکھکر بدظن ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کے نزدیک ترازو ہے جس کے لئے فرمایا۔ من ثقلت موازینه فهو فی عیشة الراضیه - پس میری طبیعت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھدی ہے کہ انسان کے بہت سارے اعمال صالح پر نظر ڈالا کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے۔ خلطوا عملا صالحا و اخر سیئا۔

پس جب ہم کسی بدی یا بیماری کی تفسیر کرتے ہیں تو یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ کسی کو نشانہ بناویں بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسی تحریک پیدا کر دے کہ ان کے اندر سے بیماری دور ہو جائے پس میں عورتوں کی بیماریوں کا ذکر کرونگا کیونکہ مجھکو گول بات پسند نہیں ہوتی۔

(۱) عورتوں کی عادت بد دعا کی ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہوشیار عورت نے پوچھا کہ یارسول اللہ آپ جو فرماتے ہیں کہ جہنم میں عورتیں بہت جاویں گی اسکی کیا وجہ ہے فرمایا اس لئے کہ تم بڑی لعنت دینے والی قوم اور خاوندکی کافر ہو۔ ایک انسان تمام عمر تمہارے ساتھ نیکی سے گذار دے پھر ایکدن کی تکلیف سے تم کہدیتی ہو کہ میں نے تم سے کبھی سکھ نہیں پایا۔ اسیطرح اولاد۔ جان۔ مال کو بددعا دیتی ہیں پر ایک وقت ایسی ہوا آتی کہ وہی دعا قبول ہو جاتی۔ جریج نام ایک شخص کو ماں نے نماز میں بلایا۔ اور اس نے تین دفعہ بلایا۔ انہوں نے ماں کو تو کچھ جواب نہ دیا پر نماز میں دعا کی کہ خدایا ان صلوات وامی مگر اس عورت نے کہا کہ خدایا یہ بڑا نیک بنا پھرتا ہے اسکو موت نہ دیجو جبتک کنجری کا منہ نہ دیکھے۔ چنانچہ ایک فاحشہ نے اس کو بدی کیلئے بلایا اس نے انکار کیا گو اوس نے انکار کیا مگر اس کو کسی اور جگہ سے

حمل ہو گیا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو عورت نے اوس پر منسوب کیا لوگوں نے اس کو مارا مگر اس بچہ نے اسکی بریت کی شہادت دی پس بیبیوں کو چاہیے ایسی باتوں میں خوب احتیاط سے کام لیں۔

ایک بی بی کے پاس سے ایک امیر گذرا۔ بچہ کو وہ دودھ پلا رہی تھی کہا خدایا میرا بچہ بھی ایسا ہی امیر ہو مگر اس بچہ نے کہا خدایا میں ایسا بننا نہیں چاہتا۔ پھر ایک پلیتی ہوئی عورت گذری تو اس بی بی نے کہا کہ خدایا میرے بچہ کو ایسا نہ کریو۔ اس بچہ نے کہا کہ خدایا مجھے ضرور ایسا کریو۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ امیر ظالم تھا اور وہ عورت نیک تھی۔

(۲) عیب عورتوں میں تمسخر کا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان قابو میں رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا ہم زبان سے ہی پکڑے جاوینگے۔ فرمایا زبان دوزخ میں اوندھا گراتی ہے۔ ہنسی ٹھٹھے میں یہ قاعدہ ہے کہ انسان دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے ابلیس کا گناہ یہی تھا کہ انا خیر منه۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرے پر ٹھٹھا نہ کرو ممکن ہے کہ وہی تم سے اچھا ہو۔ زبان کو قابو میں رکھنا بڑی خوبی کی بات ہے انسان زبان سے ہی مسلمان اور زبان ہی سے کافر بنتا ہے۔ اور اسی سے مومن اور اسی سے منافق بنتا ہے

(۳) تیسری بات ہماری پاک کتاب میں سورہ نور ہے۔ تم میں جو پڑھی ہوئی ہیں وہ پڑھکر عمل کریں اور جو پڑھنا نہیں جانتیں وہ دوسریوں سے سنکر عمل کریں۔ اس نفل سے پہلے جو خدا نے مجھپر مرزا صاحب کے تعلق سے کیا ہے۔ میرا مولا پہلے بھی مجھپر بڑے بڑے فضل کرتا رہا ہے جنمیں سے ایک یہ فضل تھا کہ میں شاہ عبدالغنی صاحب کا مرید تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اہل ہند نے سورہ نور پر عمل ترک کر دیا ہے بلکہ اپنے لئے اسکو منسوخ ہی سمجھ لیا ہے۔ پس تم اسپر ضرور غور کرو اوسمیں سب سے پہلے زنا کی مذمت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک عضو زنا کرتا ہے پس انسان ہر ایک عضو کا نگہبان بنے۔

خدا تعالیٰ نے اس سورت شریف میں فرمایا ہے کہ زانیہ کی سزا کیوقت نیک لوگ موجود ہوں اور اس پر رحم قریب بھی نہ آوے۔ وہاں حضرت صدیقہ کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی ایک کنواری بی بی ہیں۔ ان کا درجہ میرے نزدیک حضرت خدیجہ سے کچھ بھی کم نہیں۔ میں تم کو ایک نمونہ سناتا ہوں۔ یہ ایک ایسی ذہین لڑکی۔ اور نبی کریم کے چال چلن پر گہری نظر کرنیوالی بی بی ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے اسکا ایک ایک لفظ معرفت کا بھرا ہوا اور جامع ہے کسی صحابی نے اس بی بی سے پوچھا کہ آنحضرت تہجد کسطرح پڑھتے تھے۔ فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا ایک شخص نے اس بی بی سے آنحضرت کی سوانح عمری دریافت کی فرمایا کان خلقه القرآن۔ یعنے قرآن اگر کوئی قول ہے تو نبی کریم اس کا عامل ہے دیکھو ایک لفظ میں نقشہ کھینچ دیا ہے۔

اس بی بی نے امت پر بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلال والے انسان کا مقابلہ قرآن کریم سے ہی کر تی تھی۔

اس بی بی پر لوگوں نے اتہام لگایا تھا۔ ان کے گلے میں ایک ہار تھا۔ کس چیز کا۔ سلیمانی منکے اور کچھ لونگ اوس میں پروئے ہوئے تھے وہ لشکر سے باہر پاخانہ پھرنے گئیں تو وہاں ہار ٹوٹ پڑا اس کو چننے لگیں۔ یہ نو برس کی بیاہی گئیں اور ۱۸ برس کی بیوہ بھی ہو گئیں تھیں اور ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہو گئیں تھیں اس عرصہ میں مسلمانوں نے بہت انقلاب دیکھے چونکہ بہت ہلکی پھلکی تھیں سارباں نے ان کا ڈولا اونٹ پر کسدیا اور چلدیے کسکو معلوم نہوا کہ آپ اوسمیں نہیں ہیں۔ جب یہ جنگل سے واپس اس مقام پر آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے جوانی کے ایام تھے۔ نیند نے غلبہ کیا اور سو گئیں۔

ایک شخص ہمیشہ لشکر میں پیچھے رہتا ہے کہ گری پڑی چیز اٹھالاوے چنانچہ صفوان صحابی اس کام پر مامور تھا۔ جب اس نے دور سے بی بی کو پڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ کوئی عورت فوت ہو گئی ہے اور یہیں چھوڑ کر قافلہ چلا گیا ہے۔ اور زور سے انا للہ پڑھا۔ آواز سنکر آپ جاگ اٹھیں۔ پھر صفوان نے ان کو اونٹ پر سوار کیا اور خود آگے آگے ہوا اور وہ پھر لشکر میں لیکر پہونچا لیکن بہت سارے شریر اور بدگمان لوگوں نے کہا کہ شاید کسی بدی کیوجہ سے بی بی پیچھے رہ گئی ہیں۔ جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں بیمار تھیں ان دنوں گھروں میں پاخانہ نہیں ہوتا تھا ایک روز آپ باہر پاخانہ کو گئیں تو ایک بڑھیا ساتھ تھی ساتھ والی بڑھیا راستہ میں گر پڑی (عورتیں بات دل میں نہیں رکھ سکتیں) گر کر اپنے بیٹے کو سخت گالی نکالی۔ بی بی نے منع کیا۔ غرض تین دفعہ اسیطرح کیا اور تین دفعہ بی بی نے منع کیا۔ تو کہنے لگی کہ تجھے خبر نہیں۔ تجھپر لوگوں نے تہمت لگائی ہے۔ اور اسمیں میرا بچہ بھی شریک ہے۔ اسلئے اسکو گالی دیتی ہوں۔ پس صدیقہ اسیدن اپنے میکے میں چلی آئی۔ ایک مہینہ کے بعد آنحضرت ان کے پاس آئے اور کہا عائشہ اگر تجھسے غلطی ہوئی ہے تو توبہ استغفار کر اگر نہیں ہوئی تو خدا تعالیٰ مجھے وحی سے آگاہ کردیگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ غیب کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے بہت لوگ ان کو خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں یاد رکھو کہ خدا بڑا بادشاہ ہے۔ کل انبیاء۔ اولیاء۔ مرسل۔ اوس کی قوت کے نیچے رہتے ہیں اور جس کو وہ چاہتا ہے اس کو اطلاع دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل کیں اور اسی بی بی کا پاک اور مطہر ہونا بتلایا۔ فرمایا۔ لولا اذ سمعتموه ظن المومنون والمومنات بانفسهم خیرا۔ الآخرہ۔

جب عائشہ رضہ کے حق میں تم لوگوں نے برا فقرہ سنا تھا تو نیک گمانی سے کیوں کام نہ لیا پس میں تمہیں یہی فقرہ سنانا چاہتا ہوں کہ نیک گمانی سے کام لیا کرو۔ خدا فرماتا ہے کہ کیوں تم نے ایسی باتیں سنکر نہ کہدیا کہ ہمیں ایسی بات کہنا مناسب نہیں۔ پس یہ عیب مردوں میں بھی ہے پھر عورتیں اسپر بڑے بڑے منصوبہ باندھتی ہیں۔ اور اس پر بڑے بڑے حکایات چلاتی ہیں۔ پس خدا نے اس سے منع کیا ہے

اس سورہ شریف میں ایک اور حکم فرمایا ہے الخبیثات للخبیثین - والخبیثون للخبیثات الآیۃ یعنے اچھوں کیلئے بیبیاں بھی اچھی ہوتی ہیں اس کے واسطے برے کلمات نہ نکالو۔

پھر فرمایا یہ کہدو۔ قل للمومنات یغضضن من ابصارهن۔ الآیۃ کہ اپنی آنکھیں نیچے رکھیں شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زینت کو نہ دکھاویں سوائے خاوندوں اور باپوں وغیرہ کے اور سوائے اپنی خاص عورتوں کے۔ اس پر بھی مجھے حیرت ہے کہ بہت کم عمل ہے۔ بہت سی عورتوں سے بھی پردہ لازم ہے۔ ہر ایک عورت سے پردہ نہ ہو۔

(۴) ایک اور بات ہے بعض عورتیں قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا ہو جاتیں۔ اور عورتیں ان کو طعنہ یا ملامت کرتی ہیں۔ ایسی عورتیں بڑی بدطینت ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر بیوہ کو نکاح کرنا موجب ملامت ہے۔ تو جناب خدیجہؓ کے نبی کریم تیسرے خاوند تھے۔ پس ایسی طاعن کسکو طعنہ دیتی ہے۔ بلکہ نبی کریم کی ساری بیبیوں میں سے صرف حضرت عائشہؓ صدیقہ کنواری تھیں طلاق بھی آنحضرت کے زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت زینب کو آنحضرت نے تاکید کرکے زید سے نکاح کرایا۔ مگر اس نے طلاق دیدی پس پھر بڑی بدقسمت ہے وہ عورت جو مطلقہ کو طعن دیتی ہے۔

پھر قرآن نے حکم دیا ہے۔ کہ اے ایمان والو تمہارے گھر میں تین وقتوں میں غیر مرد اور نابالغ لڑکے نہ آویں۔ قبل از نماز فجر۔ دوپہر اور بعد عشاء کے۔ کیونکہ یہ خاص احتیاط کا وقت ہے

پھر اگر بوڑھی عورت بھی ہو تو اپنے کپڑے احتیاط سے رکھے اور اپنی زینت دوسرے پر ظاہر نہ کرے + پھر کہیں ال خدا نے مردوں کا اور عورتوں کا بنایا ہے۔

(۵) ایک اور عیب ہے۔ کہ بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں پر خدا کے نزدیک ننگیاں ہیں۔ بہت لباس خدا اور رسول کو پیارا نہیں ہوتا۔

(۶) بعض عورتیں اولاد کے صدمہ پر الفاظ ناشایستہ کہدیتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس صابرہ کو دوزخ سے بچا لیتا ہے۔ جو اولاد کے صدمہ پر صبر اور استقلال دکھاتی ہے۔

(۵) عام طور پر عورتیں چھوٹے چھوٹے گناہوں سے کم پرواہ رکھتی ہیں۔

مسیح علیہ السلام نان کی طرف دیکھ کر اپنی اولاد کیواسطے کیسی دعائیں مانگتی ہے۔

عورتوں کیلئے پڑھنا پڑھانا، لکھنا وغیرہ ضرور کی بات ہے۔ اس کے بغیر ان کو مسائل سے پوری واقفیت نہیں ہو سکتی۔

میں نے کسی عورت کو اپنی عمر میں نہیں سنا کہ اذان کے ساتھ اذان پڑھتی ہو جو طریق مسنون ہے۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہیں عمل صالح کی توفیق دیوے۔ تمہارے اندر دو اخلاق اور خدا کا پاک نمونہ موجود رہے۔ تم سخت غلطی کے نیچے ہو کیونکہ باہر کی عورتیں تمہارے نمونہ کو دیکھکر قدم بقدم چلینگی۔ تمہاری زبانیں پاک ہوں۔ تمہارے اندر بدگمانیوں کے تخم نا پیدا ہوں۔ خدا کی سچی کتاب تمہارا دستورالعمل ہو اور خدا تمہیں اسکی توفیق دیوے اور تمہیں قرآن کریم کا تابع بنا دے تمہاری اولاد کے واسطے تمہارے منہ سے نیک دعائیں نکلیں۔

ایک دفعہ حضرت زینبؓ اپنے کپڑے گیری میں رنگنے لگیں آنحضرتؐ باہر سے تشریف لائے اور کپڑے رنگتے ہوئے دیکھکر واپس تشریف لیگئے۔ حضرت زینبؓ تاڑ گئیں کہ آپ کس بات کی وجہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں ہاریوں کے گھر میں ہر وقت الٰہی رنگ چڑھی رہے جس کا ذکر صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ میں ہے رنگینیاں اس کے مقابل میں کیا چیز ہیں پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بناوٹ۔ زیور اور لباس سے خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ نیک بی بیوں کی بناوٹ اور زیوران کے نیک عمل ہیں۔

خدا تعالیٰ کم سے کم میری بی بیوں کو ہی اس بات کی توفیق دیوے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ یہ اسکی زبانی ہی باتیں ہیں۔ آمین۔ والسلام

ملفوظات احمدیہ

۲۶ جون بمقام گورداسپور

طعام اہلکتاب پر فیصلہ کن تقریر امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہو رہا تھا اسی میں یہ ذکر بھی آگیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولائیت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے۔ اور ایک خوبی ان میں یہ ہوتی ہے کہ ان کو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین کے دوہا جاتا ہے اس پر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ چونکہ نصاریٰ اس وقت ایسی قوم ہو گئی ہے جسنے دین کی حدود اور اس کے حلال و حرام کی کوئی پروا نہیں رکھی اور کثرت سے سور کا گوشت انہیں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اوس پر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے بلکہ جھٹکے کیطرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو ان کے کارخانوں وغیرہ کے بنے ہوئے ہوں انہیں سور کی چربی اور سور کے دودھ کی آمیزش ہو اسلئے ہمارے نزدیک ولائتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقوےٰ اور ناجائز ہیں۔ جبحالت میں کہ سور کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولائیت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیائے خوردنی جو کہ یہ لوگ طیار کرکے ارسال کرتے ہیں۔ انہیں کوئی نہ کوئی حصہ اسکا نہ ہوتا ہو۔

اس پر **ابو سعید** صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزوں کا تھا وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا جب اُس نے حساب و کتاب کی کتابوں کو پڑتال کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سور کی چربی بھی اس کارخانہ میں خریدی جاتی رہی ہے دریافت پر کارخانہ والوں نے بتلایا کہ ہم اسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں اور ولایت میں بھی یہ چربی ان چیزوں میں ڈالی جاتی ہے۔

اس واقعہ کے سننے سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کسقدر تقوی اور باریک بینی پر تھا۔ لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی تھے جنکو اکثر سفر کا اتفاق ہوتا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز امصار و بلاد میں ابتک موجود ہیں جن کو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اس لئے انکو بھی مدنظر رکھکر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا۔ اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اشیاء کو بہت غلیظ رکھتے ہیں اور انکی کڑاہیوں کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک نصاریٰ کا وہ طعام حلال ہے جسمیں شبہ نہ ہو اور از روئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو ورنہ اس کے یہی معنے ہوں گے کہ بعض اشیاء کو حرام جانکر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتھ سے کھا لیا اور نصاریٰ پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اس کا کھانا بھی نہیں کھا سکتے۔ مثلاً ایک مسلمان دیوانہ ہے اور اُسے حرام و حلال کی خبر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اُس کے طعام یا طیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ہم گھر میں ولائتی بسکٹ استعمال نہیں کرنے دیتے بلکہ ہندوستان کی ہندو کمپنی کے منگوایا کرتے ہیں۔

عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت اضطراری ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں ملجل گئے ہیں اور ہر جگہ انہیں کی دوکانیں موجود ہوں اور سب شے وہاں ہی سے ملتا ہے تو پھر البتہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہیئے۔

علاوہ ازیں میرے نزدیک اہلکتاب سے غالباً مراد یہودی ہی ہیں کیونکہ وہ کثرت سے اس وقت عرب میں آباد تھے اور قرآن شریف میں بار بار خطاب بھی انہیں کو ہے اور صرف توریت ہی کتاب اس وقت تھی جو کہ حلت اور حرمت کے مسئلے بیان کر سکتی تھی اور یہود کا اس پر اس امر میں جیسے عملدرآمد اُسوقت تھا ویسے ہی اب بھی ہے۔ انجیل کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس پر ابو سعید صاحب عرب نے عرض کی کہ اھل الکتب میں کتاب پر الف لام بھی اسی تخصیص کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو گیا۔

(واضح ہو کہ یہودی لوگوں کا کھانا بہت پاکیزہ اور شرعی آداب کے موافق پکا ہوا ہوتا ہے۔ اُن کا ذبیحہ وغیرہ سب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ہمارا۔ سور سے ان کی ویسی ہی نفرت ہے جیسی ہمیں اس لئے ان لوگوں کی ایسے کھانوں کو انشراح صدر سے کھا لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

دجال شخص واحد ہے ہمارے محترم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کی کہ دجال کے متعلق جو کچھ حضور نے بیان فرمایا ہے وہ بالکل حق ہے لیکن ایکدن میرے ذہن میں یہ بات گذری کہ دجال ایک شخص واحد بھی گذرا ہے اور اس وقت جو دجال موجود ہے وہ اس کا ظل اور اثر ہے۔ کیونکہ موجودہ عیسویت دراصل وہ عیسویت نہیں ہے جو حضرت مسیح نے تعلیم کی بلکہ یہ پولوس کا مذہب ہے جس نے ہر ایک حرام کو حلال کر لیا اور کفارہ وغیرہ کی مسئلہ کی بدعت ایجاد کی اور اسکی ایک آنکھ بھی تھی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اس کا حلیہ بیان کیا ہے ممکن ہے کہ مکاشفہ میں آپکو وہی دکھایا گیا ہو اور اس کے متبعین نے ہی یہ تمام ایجادیں کی ہیں جسکو دجال کی صنعت اور کارناموں کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

تقدیر معلق اور مبرم صدقات وخیرات سے بلا کے ٹلنے کا ذکر ہوا۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے اس پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تقدیر کے دو حصے کیوں ہیں تو جواب یہ ہے کہ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ بعض وقت سخت خطرناک صورتیں پیش آتی ہیں۔ اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے لیکن دعا و صدقات وخیرات سے آخرکار وہ صورت ٹل جاتی ہے پس آخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ اگر معلق تقدیر کوئی شے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے تو پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے۔ اور دعا و صدقہ وخیرات وغیرہ کوئی شے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے تو پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے اور دعا و صدقہ و خیرات وغیرہ کوئی شے نہیں ہے بعض ارادے الٰہی صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ انسان کو ایک حد تک خوف دلایا جاوے اور پھر صدقہ وخیرات جب وہ کرے تو وہ خوف دور کر دیا جاوے۔ دعا کا اثر مثل نر و مادہ کے ہوتا ہے کہ جب وہ شرط پوری ہوا اور وقت مناسب مل جاوے اور کوئی نقص نہ ہو تو ہر ایک امر مل جاتا ہے اور جب تقدیر مبرم ہو تو پھر ایسے اسباب دعا کی قبولیت کے ہم نہیں پہنچتے۔ طبیعت تو دعا کو چاہتی ہے مگر توجہ کامل میسر نہیں آتی اور دل میں گداز پیدا نہیں ہوتا۔ نماز سجدہ وغیرہ جو کچھ کرتا ہے اسمیں بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بخیر نہیں۔ اور تقدیر مبرم ہے اس مقام پر ایک نے عرض کی کہ جب نواب محمد علی خانصاحب کا صاحبزادہ سخت بیمار ہوا تھا تو جناب کو اس قسم کا الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے اور موت مقدر ہے لیکن پھر حضور کی شفاعت سے وہ تقدیر مبرم ٹل گئی۔

آپ نے فرمایا کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض وقت میری دعا سے تقدیر مبرم ٹل گئی ہے۔ اس پر شارح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اعتراض کیا ہے کہ تقدیر مبرم تو ٹل نہیں سکتی پھر اس کے کیا معنے ہوئے آخر خود ہی جواب دیا ہے کہ تقدیر مبرم کی دو اقسام ہیں ایک مبرم حقیقی ہے اور ایک مبرم غیر حقیقی جو مبرم حقیقی ہے وہ تو کسی صورت سے ٹل نہیں سکتی ہے جیسے کہ انسان پر موت تو آنی ہے اب اگر کوئی چاہے کہ اس پر موت نہ آوے اور یہ قیامت تک زندہ رہے تو یہ نہیں ٹل سکتی۔ دوسری غیر حقیقی وہ ہے جسمیں مشکلات اور مصائب انتہائی درجہ تک پہنچ چکے ہوں اور قریب عرض ملنے کے نظر آویں اس کا نام مجازی طور پر مبرم رکھا گیا ہے ورنہ حقیقی مبرم تو ایسی ہے کہ اگر کل انبیاء بھی ملکر دعا کریں کہ وہ ٹل جاوے تو وہ ہرگز نہیں ٹل سکتی۔

الہام فرمایا کہ مجھکو یہ فقرہ الہام ہوا ”خدا تیری ساری مرادیں پوری کر دیگا“

فرشتوں پر ذکر چل پڑا کہ یہ خواب میں ہمیشہ خوبصورت لڑکوں کی صورت و شکل میں نظر آتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اپنے چند ایک سابقہ رویا بیان فرمائے۔ جن کو ہم اس نیت سے درج کر دیتے ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی شائع نہیں ہوا تو اب ہو جائے۔

رؤیا۔ ایک فرشتہ ایک چبوترہ پر بیٹھا ہے اور ایک عجیب روٹی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی نظر آتی ہے مجھے وہ روٹی دکھلا کر کہتا ہے کہ یہ ہمارا

لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اس رویا کو عرصہ قریبًا ۳۰ سال کا ہوگیا ہوگا۔

رویا ثانی۔ فرمایا ایک فرشتہ کو مینے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اسکی مثل انگریزون کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ مین نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہین اوس نے کہا کہ ہان مین درشنی آدمی ہون۔ یہ رویا کوئی ۲۵ برس کا ہوگا۔

عبرت | عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ مین ہو اور وہ گذر جاوے اور اس اثنا مین کوئی رجوع خدا کیطرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پہر خطرناک زمانہ مین واویلا شور مچانا اس کے کام آیا نہین کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب مین موسے اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا مشکل یہ ہے کہ دنیا دار وق کو ان کے اپنے سلسلون اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہین کہ وہ روح کی اصلاح کیطرف متوجہ ہون اور خدا کا خوف بہی محسوس کرین اگر کچھ خوف ہو تو گورنمنٹ کا اور امید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے اس زمانہ مین جو توکل کا نام ہے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے اس کا نام مسلوب العقل رکہا جاتا ہے۔

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرلے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہین کرتا اور اسکی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے تو سوائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھ گہر بہر کو تباہ کردے اور کیا انجام ہوگا سکتا ہے کیونکہ مرد گہر کا کشتیبان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بہی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لئے کہا الرجال قوامون علی النساء اسی کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے اور ولا یخاف عقبٰہا سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو ان کے پس ماندون کی کوئی پرواہ نہین ہے اسوقت اسکی بے نیازی کام کرتی ہے۔

۲۳ جولائی ۱۹۰۴ء

مقام قادیان شریف

شام کا وقت تہا بعد نماز مغرب مختلف بلاد سے جو لوگ زیارت اور بیعت سے شرفیاب ہونے کیلئے آئے ہوئے تہے مثل پروانہ حضرت پر گرے پڑتے تہے اکثر حصہ ان مین سے دیہات والون کا تہا جگہ کی تنگی اور مردمان کی کثرت دیکہکر بعض نے کہا کہ لوگو پیچہے ہٹ جاؤ حضرت جی کو تکلیف ہوتی ہے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کسکو کہا جاوے کہ تم پیچہے ہوجاؤ آتا ہے اخلاص اور محبت لیکر آتا ہے سینکڑون کوس سے سفر کرکے یہ لوگ آتے ہین صرف اس لئے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہین کیلئے خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یہ صرف غریبون کے حق مین ہے کہ جن کے کپڑے میلے ہوتے ہین اور ان کو چندان علم بہی نہین ہوتا خدا تعالیٰ کا فضل ہی انکی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو عام مجلسون مین خود ہی پوچہے جاتے ہین اور ہر ایک ان سے باخلاق پیش آتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے غریبون کی سفارش کی ہے جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہین

وجودی کہان سے پیدا ہوئے | ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے شہر مین وجودی فرقہ کے لوگ کثرت سے ہین اور ذبیحہ وغیرہ ان کے ہاتہہ سے ہوتا ہے کیا اس کا کہانا حلال ہے یا نہین۔

فرمایا کہ بہت تجسس کرنا جائز نہین ہے موٹے طور پر جو انسان مشرک یا فاسق ہو اس سے پرہیز کرو عام طور پر اسطرح تجسس کرنے سے بہت تنگی در پیش آتی ہین جو ذبیحہ اللہ کا نام لیکر کیا جاوے اور اسمین اسلام کے آداب مد نظر ہون وہ خواہ کسی کا ہو جائز ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی پیدا کہان سے ہوئے قرآن شریف اور اسلام مین تو ان کا پتہ نہین ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف دہوکا لگا ہوا ہے جو راستہ باز انکا برگزرے ہین وہ اصل مین فنا نظری کے قائل تہے اس کے یہ معنے ہین کہ انسان ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون مین توجہ اللہ کیطرف رکہے اور اسقدر فانی اسمین ہوکہ گویا اور کسی شئے کی قدرت اور حرکت بذاتہ اسے نظر نہ آوے ہر ایک شئے کو فانی جانے اور اسقدر تصرف الٰہی شئے اور کچھ نہین ہے تو پہر اسی مسئلہ مین غلطی واقعہ ہوکر آخر فنا وجودی تک نوبت آگئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شئے نہین ہے اپنے آپ کو بہی خدا ماننے لگے۔ اس خیال سے یہ مذہب پہیلا ہے کہ فنا نظری کے شوق مین اولیاء اللہ تہے کچھ ایسے کلمات نکلے مین ان جنکی الٹی تاویل کرکے یہ وجودی فرقہ بن گیا ہے۔ فنا نظری تک انسان کا حق ہے کہ محبوب مین اور اپنے آپ مین کوئی جدائی نہ سمجہے اور من تو شدم تو من شدی۔ تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری کا مصداق ہو کیونکہ محب اور محبوب کا علاقہ فنا نظری کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہر ایک سالک کی راہ مین ہے کہ وہ محبوب کے وجود کو اپنا وجود جانتا ہے لیکن فنا وجودی ایک من گہڑت بات ہے جیسے ذوق شوق محبت صدق اور وفا اور اعمال صالحہ سے کوئی تعلق نہین ہے فنا نظری کی مثال وہی ہے جو مان اور بچے کی ہے کہ اگر کوئی بچے کو کہی مارے تو درد مان کو ہوتا ہے سخت تعلق جو محبت کا ہے یہ اسی سے ہی درد ہوتا ہے اور یہ ایک سچی اور حقیقی محبت ہوتی ہے۔ لیکن وجودی کا مدعا جہوٹا ہے یہ وہ کرے جو خدا پر محیط ہو۔ وجودی چونکہ ترک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ اس لئے طاعت محبت۔ عبادت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

(البدر)

ایرانی چٹھی نمبر ۲

(تربت حیدری (ایران) سے ہمارے ایک مکرم بہائی وہان کے کسی قدر حالات لکہتے ہین جو امید ہے ہمارے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہون گے (ایڈیٹر)

اس ملک کے حالات آپ سے پوشیدہ ہون گے عجب حال ہے تمام دنیا سے بیخبر ہین اور وہی پرانی لکیر کے فقیر گہرون مین کوچون مین بازارون مین مرثیہ پڑہتے پہرتے ہین۔ امام حسین کے لئے آنسو بہانے سے بڑہکر کوئی عبادت ان کے نزدیک بہتر نہین ہے۔

یہان جو سب سے معتبر ملا ہے اس سے مین نے تذکرہ کیا تہا کہ حضرت مسیح موعود تشریف لا چکے ہین۔ وہ کہنے لگا کہ ان کی کوئی کتاب منگاؤ مین دیکہون گا۔ اس لئے التماس ہے کہ عربی کی تصانیف مین سے ایک دو کتابین بذریعہ وی پی ارسال کرین۔ معرفت دفتر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان بہیجیگا۔ کیونکہ وہان سے قیمت وصول ہو جائیگی اور بعد ازان سرکاری ڈاک مین کتابین میرے پاس پہنچ جائینگی یہان کے لوگ ذہین تو ہین مگر بڑے متعصب کیونکہ مطالعہ نہین کرتے۔ پڑہتے ہین بہی تو مرثیے اور بس۔

یہان تین گروہ ہین ایک تو ملاؤن کا گروہ جنکی حکومت بادشاہ سے بہی قوی تر ہے۔ اسکی تفصیل آگے چلکر بیان کرونگا۔ دوم اہلکار لوگ جو قریب قریب لامذہب ہین مگر ظاہرداری کے سخت پابند۔ سوم سوداگر اور دوسرے پیشہ ور لوگ جو ملاؤن کے گرویدہ ہین۔

ملاؤن کے گرفت کی یہ مثال ہے کہ جو فتوے وہ دیدین لوگ اس کی پابندی کو اشد ضروری سمجہتے ہین اور حکومت اسمین دست اندازی کرنا چاہے تو بغاوت پر مستعد ہو جاتے ہین۔ کئی واقعات ایسے ہو چکے ہین چنانچہ ایک تازہ واقعہ آجکل بہی ہوا ہے۔ سبزوار مین جو کہ مشہد اور طہران کے مابین ایک بڑا شہر ہے کوئی ۳۵ یا چالیس ارمنی سوداگر بہی رہتے ہین یہ لوگ عیسائی ہین اور اکثر روس کے رعایا ہین اور بعض ایران کی رعایا بہی ہین۔ بالالٰہی ہین۔ کوئی بیس روز کا ذکر ہے کہ ایک ارمنی تاجر نے ایک سید گرایہ کش کو ایک چہت تار دی کرایہ کی کسی بیشی پر کچھ تکرار ہتی۔ اس سید نے جاکر شہر مین لوگون کو خبر کردی کہ مین سید ہون اور اس عیسائی نے مجہکو بے عزت کیا ہے یہ سنکر تمام شہر امنڈ آیا اور اس ارمنی کو پکڑ کر مجتہد کے پاس لے گئے۔ اور باقی لوگون نے دوسرے تمام ارمنیون کے مکانات گہیر لئے مجتہد صاحب جو کہ نجف اشرف سے تشریف لا رہے تہے اور مشہد کو زیارت کیواسطے جا رہے تہے چند یوم کیلئے سبزوار مین ٹہیرے ہوئے تہے۔ انہون نے حکم دیا کہ یہ ارمنی جس نے سید کو بے احترام کیا ہے واجب القتل ہے مگر فی الحال اسکو بہت مارے جاوین اور قید کیا جاوے۔ جب ہم زیارت سے واپس آوین گے آخری فیصلہ صادر کرین گے اور باقی تمام عیسائیون کو حکم دیا کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ اور شہر کے باہر جاکر رہو اور لوگون کو کہا کہ ان عیسائیون سے معاشرت اور لین دین حرام ہے یہ کہکر مجتہد صاحب مشہد کو تشریف لیگئے اور حکمران سبزوار کو لکہ گئے کہ ہمارے حکم کی تعمیل کرو۔ حکمران مجبور تہا کیونکہ اگر تعمیل نہ کرے تو بغاوت کا ڈر ہے۔ اس نے اس ارمنی کو بیت لگوائے اور قید کردیا۔ جب لوگ دوسرے عیسائیون کے گہرون پر حملہ آور ہوئے تو حکمران نے انکے گہرون کو تالے لگا دیئے تاکہ ان کا مال محفوظ رہے اور ارمنی سب کے سب سوائے اس ایک کے جو قید تہا بہاگے اور جاکر تارگہر مین پناہ گزین ہوئے اور وہان سے ظل سلطان یعنی بادشاہ کے بہائی کو تار دیا گیا کہ ہمارا جان و مال غیر محفوظ ہے اور ہمارے لئے یہان سے نکالے جانے کا حکم مجتہد صاحب نے دیا ہے مگر ہم نے لوگون سے روپیہ لینا ہے تاوقتیکہ ہم اپنا روپیہ وصول نہ کرین ہم نہین جا سکتے اس نے جواب مین تار دیا کہ تم کو مجتہد کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ شہر سے نکل جاؤ اور جسقدر روپیہ تمہارا لوگون پر ہوتا ہے خواہ کروڑون روپیہ ہو مین خود اپنی گرہ سے ادا کرونگا۔ بشرطیکہ تم ثبوت پیش کرو۔ ابہی تک ارمنی لوگ تارگہر مین پناہ گزین ہین اور فریاد کر رہے ہین مگر کوئی پرسان حال نہین دیکہیے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو کچھ ملا لوگ کہدین اسکی تعمیل حکومت پر ضروری ہے ورنہ شورش تیار ہے کیونکہ عام لوگ بری طرح سے ملاؤن کے گرویدہ ہین۔ حکومت کے پاس کافی سپاہ نہین ہے اور پولیس کا تو نام نہین ہے۔ تربت حیدری اور مشہد خراسان مین دو بڑے شہر ہین یہان بہی پولیس نہین ہے اور کچھ فوجی انتظام نہین ہے۔ اگر چار آدمی بگڑ جاوین تو ان کے پکڑنے کے واسطے وہ ترکیب نہین۔

یہان ہر ایک ضلع کا سال بسال اجارہ ہوتا ہے۔ مثلاً صوبہ خراسان کا ایک اجارہ ہوتا ہے جس بڑے آدمی نے زیادہ روپیہ شاہ کو دیا اور وزیر وغیرہ کو معقول نذرین دین اسکے نام ایک سال کا ٹھیکہ ہو گیا۔ اس کے دوسرے سال اگر اس شخص نے کچھ زیادہ دینا منظور کیا تو ٹھیکہ اسیکا رہا اور اگر اس سے بڑھکر کسی نے دیا تو ٹھیکہ منتقل ہوکر اس کے نام ہو جاتا ہے۔ یعنے ایک رقم مقررہ بادشاہ لے لیتا ہے اور اس کو حاکم مقرر کر دیتا ہے وہ پھر زمینداروں سے جسقدر جی چاہے وصول کرے حکومت کو اسمین کچھ دخل نہین۔ اور لطف یہ ہے کہ اس حکمران ٹھیکہ دار کے پاس کوئی فوج سوائے چند ایک چپڑاسیون کے جنکو فراش کہتے ہین نہین ہے۔

قتل اور قید کا اس حکمران کو اختیار ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی بندون اور اعتباریون کو اپنے ماتحت چھوٹے چھوٹے سب ڈویژنون کا حاکم مقرر کر دیتا ہے اور ان سے معقول رقمین لیتا ہے پھر وہ اندکر بھی اپنی حسب مرضی لوگون سے جسقدر روپیہ چاہین وصول کر لیتے ہین۔ ہر شہر اور قصبہ مین ملا موجود ہین۔ یہ ہندوستان کے عام مولویون کے مشابہ ہین مگر خدا کے فضل سے ہندوستان والون کا کچھ اختیار نہین ہے۔ کیونکہ حکومت زبردست ہے مگر یہان یہ حال ہے کہ جسقدر شکرانہ دو اسی حیثیت کا فتوی لے لو۔ دو شخص ایک ملا کے پاس فریاد لیگئے ایک نے پچاس روپیہ شکرانہ دیا اسکے حق مین فتوے ملگیا دوسرے کو معلوم ہوا وہ زیادہ پہلے سے شکرانہ لیکر حاضر ہوا تو ملا جی نے پہلے کو پکڑ منگوایا اور فتوی لے کر چاک کر دیا اور دوسرے کے حق مین فیصلہ کے فتوی پر مہر کر دی۔

عجب تماشا ہے روحانیت کا نام نہین جو کچھ ہے روپیہ ہے۔ یہان کے فتوے روپیہ کے ماتحت ہین۔

دوسرا گروہ اہلکارون کا ہے ان کا حال یہ ہے کہ زبانی فیصلے ہوتے ہین کہ لکھت نہ پڑھت۔ کوئی قانون نہ دستور العمل جیسا جی مین آتا ہے کرتے ہین اور پھر ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔ طہران سے جبتک ایک تار آ جاتا ہے کہ آپ معزول ہین سیدھے طہران چلے آئین وہان جا کر خدا جانتے انکی کیا گت ہوتی ہے۔ پنشن کا دستور اس ملک مین نہیں ہے۔ اس ملک مین اہلکار عموماً کارگزار یعنے اسسٹنٹ فارن سکرٹر اور پوسٹ ماسٹر اور تار ماسٹر اور دار وغہ چنگی ہوتے ہین دوسری کوئی اسامی ہی نہیں یہی سرکاری اسامیان ہین سوا اس کے کوئی محکمہ نہین حکمران ٹھیکہ دار ہوتا ہے اس کے پاس صرف ایک دو میرزا ہوتے یعنی منشی ہوتے ہین باقی کارروائی سب زبانی ہوتی ہے۔

تیسرا گروہ عام سوداگر پیشہ دکاندار اور کاسب یعنی دستکار لوگون کا ہے وہ دن بھر اپنا کام کرتے ہین دنیا کی کوئی خبر نہین اپنے اپنے کام مین مصروف رہتے ہین۔ سرکاری اسکول صرف طہران مین ہے جسمین فارسی اور فرانسیسی پڑھائی جاتی ہے اور کسیقدر نقشہ اور حساب بھی سکھلایا جاتا ہے اور کسی جگہ سرکاری اسکول چھوڑ پرائیویٹ بھی نہین ہے ہان ایک آدھ مدرسہ ہوتا ہے وہ بھی ایسی جگہ مین جیسے مشہد اور تربت۔ جو خراسان کے دو بڑے شہر مین۔ ان مدرسون مین قرآن شریف اور فارسی پڑھائی جاتی ہے اور وہ بھی بے ترتیبی سے جیسے ہمارے ہان ہندوستان مین پرانے مکتب ہوا کرتے تھے۔ خراسان کا صوبہ قریب قریب پنجاب کے برابر ہے۔ کسی شہر یا قصبہ مین پولیس نہین تھانہ نہین میونسپل کمیٹی نہین کچہری نہین بلکہ بعض بعض قصبون مین پڑھا لکھا آدمی ہی نہین۔ ہر ایک گاؤن مین ایک کتخدا یعنے نمبردار ہوتا ہے وہ بھی ایک بڑا آدمی جسے لوگ خود بخود کتخدا کہتے ہین ورنہ وہ مقرر شدہ نہیں ہوتا اور نہ اس کا کچھ اختیار ہوتا ہے۔ ہان ہر گاؤن مین ملا ضرور ہے جس کے ہاتھ مین سب لوگون کی باگ ہوتی ہے۔ مرثیہ خوان بھی کثرت سے ہین اور آسودہ ہین۔

نیاز مند حسین علی۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

جاپان اور مسیحی مذہب عیسائی مذہب کے پادری اپنی ناکامیابی کا شاذ و نادر اقرار کرتے ہین اور جبتک وہ ہر پہلو سے مجبور نہین ہوتے اپنی کمزوری کو ظاہر نہین کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جاپان مین ان عیسائی مشنریون کو پوری ناکامی ہوئی ہے۔ کیونکہ حال مین ایک مشنری نے پادریون کے مجمع مین بیان کیا تھا کہ جاپانی مسیحی مذہب کیطرف اور ملکون کی طرح ملتفت نہین ہوتے۔ اور ظاہراً جونکہ انکو چین دکوریا وغیرہ مین زیادہ رسوخ پیدا کرنے کی خواہش ہے بدھ ازم اور کنفیوشس ازم کی اخلاقی تعلیم کے دلدادہ نظر آتے ہین۔ مسیحیون کے لئے یہ نئی بات نہین ہے نہ صرف جاپان بلکہ اور جگہ اب ان کا قدم جمنا مشکل ہو گیا ہے۔ اسکی وجہ بظاہر اسباب میٹریلسٹ لوگون کی نگاہ مین سائنس کی ترقی ہے۔ لیکن دراصل اسکا باعث ایک روحانی امر ہے اور وہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نزول ہے۔ خواہ اس کے زبردست دلائل اور کارگر حربے جو عیسوی مذہب کے قلعون پر پڑ رہے ہین کسی جگہہ پہونچے ہون یا نہ پہونچے ہون مگر انتشار روحانیت کے ساتھہ اندر ہی اندر دلون مین عیسائی مذہب کی کمزوری اور بیہودگی کھل چکی ہے۔ غیر قومون کا عیسائی ہونا تو ایک امر خطیر ہے اب تو عیسائیون کو عیسائی رکھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔

اپنی آنکھہ کا شہتیر نظر نہین آتا آریہ سماج کی مہاتما پارٹی کا ہر دواری اخبار ڈاکٹر لشی کانت چٹرجی کے مسلمان ہونے پر عجیب ریمارک کرتا ہے جو دانشمند ملک کے پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہے آپ لکھتے ہین کہ

” سابق ڈاکٹر لشی کانت اب شیخ محمد عزیز الدین ہی ہو گئے ہین اخبار بنگالی کے ایک کارسپانڈنٹ نے لکھا تھا کہ ابھی اس خبر پر اعتبار نہ کیا جاوے لیکن یہ تحریر کچھ وقعت کے قابل نہین ہوئی۔ اس واقعہ سے جو نتیجہ مسلمان صاحبان نکالتے ہین وہ ٹھیک نہین ہے۔ محض ایک آدمی کے مسلمان ہونے سے خواہ وہ کیسا ہی تعلیم یافتہ کیون نہ ہو محمدی مذہب سچا ثابت نہین ہو سکتا۔ میری رائے مین کوئی بھی مذہب محض اسلئے سچا نہین کہا جا سکتا کہ چند ایک تعلیم یافتہ آدمی اسمین خوشی سے شریک ہو گئے ہین۔ اسوقت تبدیلی مذہب کی کئی وجوہات ہوا کرتی ہین۔ یہ سب زن۔ زمین اور زر کی تعریف مین آجاتی ہین جو لوگ ان وجوہات سے محرک ہوکر تبدیل مذہب کرتے ہین وہ تو دل کے سچے ضرور ثابت ہوتے ہین لیکن اسلئے ان کا قبول کیا ہوا مذہب سچا نہین ہو سکتا“

پرچارک کے قانون دان ایڈیٹر کی قلم سے نکلا ہوا یہ نوٹ عجیب و غریب منطق کو ظاہر کر رہا ہے جسکی ایجاد کا فخر ہردوار کے گورو کل کو ہونا چاہئے اگر یہ سچ ہے کہ کسی شخص کے کسی مذہب کے قبول کرنے سے وہ مذہب سچا نہین ٹھہر سکتا تو آریون کی عجیب دانشمندی ہے کہ وہ مسٹر پال (نو آریہ) کے آریہ ہو جانے کو ویدک دہرم کی سچائی کی دلیل ٹھہراتے ہین؟ ہم اس کو ممکنات سے مانتے ہین کہ کوئی شخص زن۔ زمین اور زر کے لالچ سے تبدیل مذہب کرے لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ آیا اس قسم کی تحریکین مسلمانون مین ملسکتی ہین یا آریون مین۔ اگر تبدیل مذہب کی یہ فلاسفی گورو کل کے مکہ او دھشٹا کے نزدیک صحیح ہے تو غالباً انہیں اس بات کا جواب دینے مین بہت مشکل ہوگی کہ کیون نہ کہا جاوے جو لوگ آریہ مذہب اختیار کرتے ہین خصوصاً غیر اقوام کے لوگ ان کے مدنظر نیوگ کے دل خوش کن نظارے ہی ہوتے ہین اور اسی کے ساتھہ ان کی ساری امیدین وابستہ ہوتی ہین ورنہ آریہ مذہب کے اصول تو ایسے ہین کہ انکی تردید کیلئے ان صاف الفاظ مین بیان کر دینا ہی کافی ہے۔ شاید پرچارک کے ایڈیٹر کو اپنے اس نوٹ کو ابتہائیت افسوس سے پڑھنا پڑے۔

آب بے فتنہ باز بچو سے نمے آید خدا کی شان ہے کہ عیسائیون نے اب محسوس کر لیا ہے کہ عیسائیت کا چراغ اب ٹمٹما رہا ہے اور دلون پر اس کا اثر نہین رہا۔ لنڈن کے اخبار میل مین آرچ ڈیکن سنکلیر نے اسی بارہ مین بحث کی ہے وہ کہتے ہین کہ یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ لنڈن کی آبادی کا صرف ۱۸ فیصدی حصہ ایسا ہے جو کسی مذہبی پرستش کی جگہ مین حاضر ہوتا ہے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مذہبی مکانون مین عیسائیون کے کل فرقون کے گرجا اور ان کے علاوہ یہود وغیرہ کی عبادت گاہین بھی داخل ہین ڈاکٹر سنکلیر کا خیال ہے کہ اگر زیادہ پادری مقرر کئے جاوین تو زیادہ آدمی گرجا کی حاضری مین شامل ہون“

عیسائیت کے حامی اب اس کے کرم خوردہ ستون کے کھڑا رکھنے کی مختلف تجویزین کرتے ہین مگر سب لا حاصل ہین وہ جسقدر مساعی اس کے سنبھالنے مین کرین گے اوسیقدر اس کے جلد گرنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ

قضا آسمان است این بہر حالت شود پیدا۔

جدید اقوال مسیح روز انہ پیسہ اخبار لاہور کے حال مین مصر سے دو یورپین عالمان علوم قدیمہ مصریہ نے ایک ایسا قدیم دستاویز کا پیپائرس (ایک قسم کا کاغذ) دریافت کیا ہے جس کا نام ”مسیح کے جدید اقوال“ ہے چنانچہ یورپ مین یہ کتاب چھپ گئی ہے اور بعض لوگ نے اسے انجیل مقدس کا ضروری اضافہ تسلیم کیا ہے اس پیپائرس کے دریافت کرنیوالون کا نام مسٹر بی پی گرینفل اور مسٹر اے ایس ہنٹ ہے۔ اس کتاب کی نسبت یورپ مین مورخ طرح طرح کی رائین دے رہے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ طامس کی انجیل ہوگی جو گم ہو چکی ہے بعض کے نزدیک یہ وہ انجیل ہوگی کہ جس سے یہودیون کے خیال کے موافق اسکندریہ کے کلمنٹ نے اقتباس کیا ہے۔ بہر حال ان اقوال کو بالکل بے اصل اور لغو اب تک کسی نے نہین کہا۔ گو ابتک یہ بھی فیصلہ نہین ہوا کہ یہ انجیل مقدس کا کونسا جزو ہین اور یورپ کے مذہبی علماء اس پر بہت کچھ غور و فکر مین مصروف ہین۔

اطلاع

کارخانہ کی طرف سے مطبوعہ کارڈ بغرض صفائی حساب جاری کئے گئے ہین۔ اسلئے جن بزرگون کے نام پہونچین وہ جلد جواب دین۔ منیجر

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

ہمارے گھر مرزا صاحب (عالیجناب مرزا غلام مرتضٰے خانصاحب مرحوم) پچاس برس تک علاج کرتے رہے وہ اس فن طبابت میں بہت مشہور تھے مگر اُن کا قول تھا کہ کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا۔ حقیقت میں انہوں نے سچ فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کوئی اثر نہیں کر سکتا

ایک شخص نے پوچھا کہ حکام اور برادری سے کیسا سلوک کریں؟ فرمایا ہر ایک سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی اطاعت اور وفاداری ہر مسلمان کا فرض ہے۔ وہ ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کی مذہبی آزادی ہمیں دے رکھی ہے۔ میں اسکو بڑی بے ایمانی سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری سچے دل سے نہ کیجاوے۔

برادری کے حقوق ہیں انسے بھی نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ البتہ ان باتوں میں جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف ہیں ان سے الگ رہنا چاہیئے۔

ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو اور خدا تعالیٰ کی کل مخلوق سے احسان کرو۔

جب اللہ تعالیٰ کا فضل قریب آتا ہے تو وہ دعا کی قبولیت کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے دل میں ایک رقت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے لیکن جب دعا کی قبولیت کا وقت نہیں ہوتا تو دل میں اطمینان اور رجوع پیدا نہیں ہوتا۔ طبیعت پر کتنا ہی زور ڈالو مگر طبیعت متوجہ نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی خدا تعالیٰ اپنی قضا و قدر منوانا چاہتا ہے اور کبھی دعا قبول کرتا ہے اس لئے میں تو جب تک اذن الٰہی کے آثار نہ پا لوں قبولیت کی کم امید کرتا ہوں اور اسکی قضا و قدر پر اس سے زیادہ خوشی کے ساتھ جو قبولیت دعا میں ہوتی ہے راضی ہو جاتا ہوں کیونکہ اس رضا بالقضا کے ثمرات اور برکات اس سے بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ تو روحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا **لن ینال اللّٰہ لحومہا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوٰی**۔ اور دوسری جگہ فرمایا **انما یتقبل اللّٰہ من المتقین**۔

حقیقت میں یہ بڑی نازک جگہ ہے یہاں پیغمبر زادگی بھی کام نہیں آ سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسا ہی فرمایا قرآن شریف میں بھی صاف الفاظ میں فرمایا۔ **ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم**۔

یہودی بھی تو پیغمبر زادے ہیں۔ کیا صدہا پیغمبر انمیں نہیں آئے تھے مگر اس پیغمبر زادگی نے ان کو کیا فائدہ پہنچایا۔ اگر ان کے اعمال اچھے ہوتے تو وہ **ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ** کے مصداق کیوں ہوتے۔ خدا تعالیٰ تو ایک پاک تبدیلی کو چاہتا ہے بعض اوقات انسان کو تکبر نسب بھی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں اسی سے نجات پا لونگا جو بالکل خیال خام ہے۔ کبیر کہتا ہے کہ اچھا ہوا ہم نے چمار کے گھر جنم لیا۔

کبیر اچھا ہوا ہم نیچ بھلے سب کو کرین سلام

خدا تعالیٰ وفاداری اور صدق کو پیار کرتا ہے اور اعمال صالحہ کو چاہتا ہے لاف و گزاف اُسے راضی نہیں کر سکتے۔

فرمایا قرآن شریف تو رفع اختلاف کے لئے آیا ہے اگر ہمارے مخالف **رافعک الیّ** کے یہ معنے کرتے ہیں کہ مسیح جسم سمیت آسمان پر چڑھ گیا تو وہ ہمیں یہ بتائیں کہ کیا یہود کی یہ غرض تھی؟ اور وہ یہ کہتے تھے کہ مسیح آسمان پر نہیں چڑھیگا! ان کا اعتراض تو یہ تھا کہ مسیح کا **رفع الی اللّٰہ** نہیں ہوا۔ اگر **رافعک الیّ** اس اعتراض کا جواب نہیں تو پھر چاہیئے کہ اس اعتراض کا جواب دیا اور دکھایا جاوے۔

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ میں تجارت کیلئے یہاں آنا چاہتا ہوں **فرمایا** یہ نیت ہی فاسد ہے اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے۔ اور اصلاح عاقبت کے خیال یہاں رہنا چاہیئے یہ نیت تو نیک ہو اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں ہے۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے شہر موزون نہیں؟ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہو۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جاوے وہ خدا کا فضل سمجھو۔

(ایڈیٹر۔ بعینہٖ اسی مضمون پر حکیم الامۃ نے ایک دوست یہاں کو نصیحت کی تھی البتہ اس میں اتنا ازاد کیا تھا کہ مجھے اگر ایک پیسہ بھی ملجاتا ہے تو اسے خدا کا فضل سمجھتا ہوں۔ کیونکہ وہ پیسہ تو میرا مقصود نہیں ہے۔ اسلئے اگر تمہیں مدرسہ یا کسی اور جگہ سے چند روپے ملتے ہیں تو تمہیں بہت شکر گذار ہونا چاہیئے۔)

بنی نوع انسان کی ہمدردی خصوصًا اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور حمایت پر نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا۔

کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اسکی آواز پہونچ جاوے تو میں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اسکو فائدہ پہونچا سکتا ہوں تو فائدہ پہونچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔

اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور انسے ہمدردی کرو۔ لا ابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے راستہ میں ایک بوڑھیا کوئی ۷۰ یا ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اس کو جھڑکیاں دیکر ہٹا دیا میرے دل پر چوٹ سی لگی اس نے وہ خط مجھے دیا میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر اسے بہت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔

مجھے بڑے ہی کشف صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ملوک بھی اس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ یہانتک کہ وہ ملوک مجھے دکھائے بھی گئے ہیں وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔

اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تجھے یہاں تک برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

اللہ تعالیٰ ایک زمانہ کے بعد ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کو داخل کرے گا۔ اور پھر ان کے ساتھ ایک دنیا اسطرف رجوع کرے گی۔

مراۃ العالم

یہ ایک نایاب کتاب علم تاریخ میں ہے جسے آنریبل مہاراجہ سر دگبجے سنگھ صاحب بہادر مرحوم والی بلرام پور او دھ نے ہزار ہا روپئے کے صرف سے تیار کرایا تھا۔ اسمیں ہندوستان کی مفصل تاریخ ابتدائے زمانہ پیدائش سے اورنگ زیب کی سلطنت تک درج ہے اور تمام نبیوں اور ولیوں اور حکیموں کے حالات بھی اسمیں مرقوم ہیں قیمت ۱۲؎ مجلد (ملنے کا پتہ) وکٹوریہ پیپر افس سیالکوٹ

عام خبر کردو کہ ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گبروں لودہیانہ پنجاب دیسی کپڑے کے نمونے نئے وجدید جنتری مع فہرست دیگر مال مفت یکٹ ٹکٹ لفافہ لگا کر تقسیم کرتے ہیں۔

مراسلت

(لاہوری مولوی اور اُسکی نادانی)

تعجب ہے کہ یہ نادان مولوی البقرۃ کے صفحہ نمبر ۳ پر لکھتا ہے کہ امام حسین نور سے پیدا ہوا۔ اور مرزا صاحب ایک قطرہ منی سے پیدا ہوا۔ میں اس احمق سے سوال کرتا ہوں اور سوال کیسے الفاظ میں ہوگا اسلئے کہ اس نے رعایت تہذیب اخلاق کو برسر طاق رکھکر اسقدر ناشایستہ الفاظ اور دریدہ دہنی سے کام لیا ہے کہ معمولی آدمیوں کو پس پشت ڈالدیا ہے۔

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا۔

(سوال) اگر تمہارے مزعومی حسین نور سے پیدا ہوئے تو تم ثابت کر سکتے ہو کہ تمہارے علی نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا تھا اور حسین کا وجود انعقاد نطفہ طرفین کا نتیجہ نہیں تھا۔ کیا حسین شکم والدہ میں چھ ماہ یا نو ماہ تک نہیں رہے تھے کیا پھر اسیطرح جسطرح اور بچے پیدا ہوتے ہیں وہ پیدا نہیں ہوئے تھے بعد پیدایش اسیطرح نشو و نما نہیں پائے تھے جسطرح اور بچے پاتے ہیں تم نور کی تعریف میں لکھتے ہو (جو شئے فی ذاتہ روشن اور غیر کو روشنی دیتی ہو۔ نور کا سایہ نہیں ہوتا چنانچہ امام حسین کا بھی سایہ نہ تھا۔ قول مسلم)

اے نادان اور بے عقل مولوی شمر نے جسوقت گلے پر تلوار چلائی تھی اسوقت سایہ تھا یا نور تھا یا اصلی جسم تھا جسوقت تو نیزہ میں سر رکھا گیا اسوقت کسا یہ تھا یا جسم اور نیزہ پر شام سے کوفہ اور دمشق تک جگہ جگہ پھرایا گیا۔ وہ نور کا سر تھا یا اصلی جسم کا سر نہیں نہیں مصنوعی سر ہوگا۔ تمہارے نورانی نے کسقدر کفار کو مسلمان کیا دین محمدی کی کس قدر اشاعت کی یزید اور اس کے لشکر میں کتنے ایک کو روشنی بخشی۔ تم کہتے ہو کہ خون حسین کے بعد شہادت صدہا کفار کو مسلمان کیا مہربانی کر کے پانچ کافروں کے نام بقید ولدیت و قومیت و سکونت درج کر کے شائع کرو اور وجہ مسلمان ہونیکی تحریر کر کے بتلاؤ کہ نور کس جگہ پر کسطرح ظہور پذیر ہوا تھا۔ اے بے شعور اور بے تمیز جبکہ حسین زندہ تھا تو یزید اور اس کے لشکر نے اس کو نہ مانا۔ حالانکہ حسین نے ان کے روبرو بڑے لکچر دیئے اور تقریریں کیں۔ نصائح اور دلائل پیش کئے۔ افسوس کہ اسوقت کوئی اعجازی رنگ بھی نہ دکھلایا کاش ایک خارق عادت نشان سے دو سو یا تین سو کو اپنی طرف ملا لیتا اس وقت تو اس کا زندہ وجود بے اثر محض ثابت ہوا پھر مرکر معنوں نے کیا نا

کیا فائدہ یہہ دعویٰ تمہارا نرا بہوت اور ہیناں ہے۔ قرآن میں لکہا ہے کہ کیا مردہ اور زندہ برابر ہو سکتے ہیں۔ پہر اسے نادان مولوی تمہاری اس الف لیلا کو کسے جانا ہے۔ بمقاتل حسینی اور تواریخ جسکا نام ہے تم نے نہیں لکہا۔ (جو دلاور راست در کہ کف چراغ دارد) مولویصاحب جسکا بدن اور جسم گہوڑوں کی ٹاپوں سے روندا گیا وہ انسان تہا یا نور تہا اسے دانشمند مولوی یہ تو بتلا۔ نور کی یہ گت بنتی ہے۔ جیسے اسکی ہی وہ ایک انسان تہا اور انسان کا بچہ وہ ضرور قطرہ منی سے پیدا ہوا تہا۔ منی سے خون اور خون سے مضغہ اور علقہ وغیرہ مدارج سے تکمیل وجود کر کر بصورت طفل مجسم والدہ سے زمین پر گرا تہا زمانہ کے تمام اثرات کے ماتحت تہا عام انسانوں جیسے عام اس کے اقوال اور افعال تہے چلتا پہرتا۔ سوتا۔ جاگتا کہاتا۔ پیتا۔ بکتا رہوتا۔ غرضیکہ سب باتیں جو ایک انسان سے وقوع میں آتی ہیں اس کے وجود میں ثابت تہیں۔ اسکے شمر اسکی سینہ پر بیٹہا اور حلق کے الٹی طرف گردن سے اس کا سر کاٹا اس وقت اُس نے شمر سے بہت الحاح وزاری اور التجا کی کہ دیکہ میں رسول اللہ کا نواسا ہوں سید ہوں غریب الوطن ہوں عیالدار مسافر ہوں مگر اس نے نہ مانا۔ یہ سب کام جو اس سے صادر ہوئے انسانوں جیسے تہے اے نادان نور سے ایسے افعال صادر نہیں ہوتے ورنہ نظیر بتلا۔ دانا اور اہل علم تمہاری ان تحریروں پر ہنستے ہیں۔ ایک محقق کی نگاہ میں تمہاری تمام کتابیں جو اپنے نامہ اعمال کیطرح تم نے سیاہ کی ہیں کچہہ وقعت نہیں رکہتی ہیں۔

اے مغضوب الغضب انسان تابوت پرستی نے تیرا ستیاناس کر دیا ہے ذرا سوچ تو سہی کہ تم ایک اشرف المخلوقات گروہ سے نکالکر ایک شخص کو کیا کیا بناتے پہرتے ہو اپنے زبان سے جو کچہہ کہتے ہو وہ صاف اور کہلے لفظوں میں کیوں نہیں کہتے کہ درحقیقت وہ خدا تہا انسان کے وجود میں آکر امت رسول کی نئے شہادت قبول کی اور لوگوں کو نجات دلائی۔ ع

از بہرامستان تبہ روزگار بود

ورنہ حسین را بشہادت چہ کار بود

یہہ عقیدہ اہل کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے کہ خدا انسان کی شکل میں آکر مخلوق کیلئے پہانسی پر چڑہا کفارہ عیسٰے کا مسئلہ اور کفارہ حسین کا مسئلہ باہم ملتے جلتے ہیں + ایسے ہی تحریرات کا جواب مرزا صاحب سے طلب کرتا ہے۔ اسے نادان مرزا صاحب امام الوقت ہیں مسجد امہد کے بیٹہنے والے ملا نہیں۔ اعرض عن الجاہلین اور فاعرض عنہم کتاب مجید میں موجود ہے

پہر تم سے مقابلہ امام الوقت کا کام نہیں۔ دیکہو اور سوچو دنیا تمہارے کسی کام نہ آوے گی ایک دن ضرور آنا ہے جو خدا کے روبرو تم حاضر کئے جاؤ گے اس وقت بغیر پشیمانی اور کچہہ نہ ہوگی خدا کے برگزیدوں کو گالیاں نکالنا اچہا کام نہیں آخدا سے ڈر اور تحقیق کر اپنے علمی گہمنڈ پر نہ اترا علمار یہود جو آنحضرت صلعم کی بعثت کے منتظر تہے اسی گہمنڈ اور انانیت میں آکر صراط مستقیم سے بہٹک گئے اس وقت یہ امام جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ میں صبغتہ اللہ ہوں مہدی ہوں مسیح موعود ہوں اس کے جا اور منہاج نبوت کے محک پر اسکی صداقت اور عدم صداقت کو دیکہہ۔ برغالی اور شہرستانی علامہ علی یا خواجہ نصیر کے اقوال کو نہ دیکہہ۔ منہاج نبوت پر ایک انسان کی خصوصیت کو پرکہہ۔ جو دلائل آنحضرت صلعم کی صداقت کے واقعی اور صحیح قرآن اور حدیث صحیح اور نقل سے تمکو معلوم ہیں ان کے مطابق مرزا غلام احمد امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل میں آنکہیں کہول اور قرآن پڑہ اور قرآنی دلائل سے مقابلہ کر منہاج نبوت کو مد نظر رکہکر پہر دیکہہ کہ وہ سچا ہے یا نہ۔ وہمی اور خیالی بہوت کو دل سے نکال کوئی فرشتی یا ہاشمی امام غار یا جزیرہ میں موجود نہیں ہے تمہارے وہمی اور کمزور عقاید تمہاری حقیقت تک نہیں پہونچنے دیتے مردمید ان بن نذر و نیاز کی آمدنی کو خدا کے لئے تامل ہیچ سمجہہ خدا سے بہت دعا کر انانیت چہوڑ اور عجز و انکسار سے آنکہا نہ حقیقت کیلئے خدا سے دعا مانگ اس سے توفیق صراط مستقیم کی درخواست کر عطا کرنا اس کا کام ہے

زجنس شکست آئینہ پیدا شود

ازین بارگاہ قیمتش و اشود

شکست تو اینجا درستی نماست

کہ جبر کرم سربسر مومیاست

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار نذر علی از پشاور

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور

عرش عرش کے متعلق سوال ہوا۔ آپ نے اپنی تقریر کے اس حصہ کا اعادہ فرمایا جو کہ قبل ازیں کئی دفعہ شایع ہو چکی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کا جہگڑا عبث ہے احادیث سے اس کا جسم کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ ایک قسم کے علو کے مقام کا اظہار عرش کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اگر اسے جسم کہو۔ تو پہر خدا کو بہی مجسم کہنا چاہیئے یا در کہنا چاہیئے کہ اس کو علو جسمانی نہیں کہ جسکا تعلق جہات سے ہو۔ بلکہ یہ روحانی علو ہے۔

عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث بہی ایک بدعت ہے۔ جو کہ پیچہے ایجاد کی گئی۔ صحابہ نے اس کو متعلق نہیں چہیڑا تو اب یہ لوگ چہیڑ کر نافہم لوگوں کو پیچہے لگا دیتے ہیں۔ لیکن عرش کے اصل معنے اس وقت سمجہہ میں آ سکتے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی دوسری تمام صفات پر بہی ساتہہ ہی نظر ہو۔

۲۱ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

متفرق اقوال ایسی ہوا چلی ہے کہ گناہ کا چہوڑنا عیب خیال کرتے ہیں۔ اور جب کوئی گناہ کو چہوڑنا چاہتا ہے۔ تو اسے ایک حسرت ہوتی ہے۔ کہ اب یہ ہاتہہ سے گیا۔ اگر خدا کی عظمت کو مد نظر رکہکر بہی گناہ کیا جاوے تو بہی اس کا بوجہہ ہلکا ہو جاوے۔ لیکن اس کا خیال کسے ہے۔

۲۵ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

مسئلہ تعظیم قبلہ سوال ہوا کہ اگر قبلہ شریف کی طرف پاؤں کرکے سویا جاوے تو جایز ہے کہ نہیں۔ فرمایا۔ کہ یہ ناجایز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے سائل نے عرض کی۔ کہ احادیث میں اسکی ممانعت نہیں آئی۔ فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بنا پر کہ حدیث میں ذکر نہیں ہے اور اس نے قرآن شریف پر پاؤں رکہکر کہڑا ہوا کرے۔ تو کیا یہ جایز ہو جاوے گا ہرگز نہیں۔ (ومن یعظم شعایر اللہ فانہا من تقوی القلوب)

اکرام ضیف اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح اعلیٰ اور زندہ نمونہ ہیں۔ جن لوگوں کو کثرت سے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مہمان کو خواہ وہ سلسلہ میں داخل ہو یا نہ داخل ہوا ذرا سی بہی تکلیف حضور کو بے چین کر دیتی ہے۔ مخلصین احباب کے لئے تو اور بہی آپ کی روح میں جوش شفقت ہوتا ہے اس امر کے اظہار کیلئے ہم ذیل کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔

۲۶ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

میاں ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرت اقدس کے ایک عاشق صادق ہیں اپنی اس پیرانہ سالی میں بہی چند دنوں سے گورداسپور آئے ہوئے تہے۔ آج انہوں نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ جا کر کیا کریں گے۔ یہاں ہی رہیئے کہئے چلیں گے۔ آپ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلا دو اس کا انتظام کر دیا جاوے پہر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم (اہل عملہ کو) نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ جس شئے کی اسے ضرورت ہو۔ وہ بلا تکلف کہدے اگر کوئی جان بوجہہ کر چہپاتا ہے۔ تو وہ گنہگار ہے ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔ بعد ازیں حضرت اقدس نے میاں ہدایت اللہ صاحب کو خصوصیت سے سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا۔ کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو وہ بہم پہونچاویں۔

کل شام کو بعد از نماز مغرب دو نوجوان اکونٹنٹ جنرل آفس لاہور کے کلارک جنٹلمین سے ایک صاحب مسلمان تہے اور ایک عیسائی حضرت کی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ چونکہ مسلمان صاحب کا تعارف جناب مفتی محمد صادق سپرنٹنڈنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے تہا۔ اس لئے مفتی صاحب نے ان کو حضرت اقدس سے انٹروڈیوس کیا مختصر حالات کے استفسار کے بعد حضور عیسائی نوجوان کیطرف متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ اول یہ سکہہ مذہب کے تہے۔ اور ان کے والد عیسائی ہوتے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ آجکل اگر دنیا سے خدا گئے جاویں تو ایک ضمیر کتاب ملیا رہوتی ہے لیکن تعجب ہے۔ کہ سکہہ جیسے مذہب کو چہوڑ کر جس میں توحید کی تعلیم ہے۔ آپ نے عیسائی مذہب کو کیسے پسند کیا اس کے بعد متفرق طور پر مزاج پرسی وغیرہ ہوتی رہی۔ اور بوقت رخصت حضور نے فرمایا کہ ہمیں آپ کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ قیام بہت تہوڑا ہے۔

ضرورت شادی

ہمارے ایک عزیز احمدی بہائی منشی محمد سلیمان صاحب مدرس رائے کوٹ ضلع لودہانہ جو قوم کے نجار ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ پہلی بیوی کا ایک بچہ رہ گیا تہا۔ قضاء الٰہی سے وہ بہی فوت ہو چکا ہے۔ منشی محمد سلیمان صاحب ہمارے ہم جماعت ہیں اور ہم اُن کے حالات سے بہت کچہہ واقف ہیں وہ ایک سلیم الطبع اور نیک سیرت نوجوان ہیں انکی عمر اسوقت میں بتیس سال کی ہوگی۔ جو بہائی منشی صاحب موصوف سے اپنا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست یا ایڈیٹر الحکم کے توسط سے خط و کتابت کرلیں۔ منشی صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ اگر کوئی نوشت و خواندہ لڑکی ملجاوے تو نور علی نور ہے ورنہ خیر

کچھ تازہ حالات

اخبار چونکہ دیر سے شایع ہوا ہے اسلئے ہم وہ تازہ حالات بھی درج کئے دیتے ہیں جو تاریخ اشاعت تک قابل اشاعت سمجھے گئے ہیں۔ اڈیٹر۔

۱۔ **حضرت** حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۳۔ اگست کو دارالامان سے روانہ ہو کر براہ بٹالہ گورداسپور پہنچ گئے۔ وہ بڑا مکان جسکا ذکر صفحہ اوّل پر کیا گیا ہے فی الحال بعض وجوہات کی وجہ سے نہیں ملسکا۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی مکان میں جو پہلے بر لب تالاب لیا ہوا تھا فروکش ہونا پڑا۔

مہمانوں کی رہائش کیواسطے فی الحال اس مکان کے سامنے ایک بڑا شامیانہ لگایا گیا ہے۔ اور احاطہ کچہری میں ایک اور چھوٹا شامیانہ لگایا گیا ہے۔

۲۔ **مقدمات** کے حالات مختصر طور پر یہہ ہیں کہ ۱۴۔ اگست ۱۹۰۴ء کو ہمارے مقدمہ میں۔ کرم الدین کے باقی ماندہ دو گواہان صفائی پیش ہونے تھے جنکے واسطے اسکو ۲۹۔ جولائی ۱۹۰۴ء کو دستی سمن دئے گئے تھے مگر آج بجز اڈیٹر دہلی پنچ کے دوسرا گواہ حاضر نہیں ہوا۔ اور نہ اسپر تعمیل سمن ہوئی۔ کرم الدین نے خود بیان کیا کہ اس کا پتہ نہیں ملسکا ہے کہ وہ غازی گھاٹ گیا ہوا ہے۔ عدالت نے اڈیٹر دہلی پنچ کا بیان قلمبند فرمایا اڈیٹر مذکور نے جس طرز اور شان سے شہادت حقہ ادا کی وہ اس نوٹ سے بخوبی ظاہر ہوگی جو آخر عدالت کو کرنا پڑا اور جو روئداد مقدمہ شایع کرتے وقت ہم شایع کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

۱۵۔ اگست کو اڈیٹر دہلی پنچ مکرر ری اگزامینیشن کے لئے پیش ہوا۔ اسی تاریخ کو مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین کے دوسرے گواہ صفائی کا بھی فیصلہ کر دیا۔ جسکے نام اس سے پہلے ہی دو تین مرتبہ سمن جاری ہو چکے تھے مگر وہ حاضر نہیں ہوا تھا۔ یا اسپر تعمیل سمن نہیں ہوئی تھی۔

تعجب کی بات ہے کہ لاہور جیسے شہر میں تعمیل سمن نہو۔ بہرحال مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین سے پوچھا کہ کیا تم کوئی اور گواہ بغرض حفظ کے سوا دینا چاہتے ہو جسکے جواب میں کرم الدین نے کہا کہ اسوقت نہیں۔ بالآخر مجسٹریٹ صاحب نے سلسلہ شہادت صفائی کو ختم کر دیا اور آخری تقریروں کے واسطے ۲۴۔ اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی۔ اس تاریخ پر کرم الدین اپنی تحریری تقریر پیش کریگا۔ اور اسکے بعد وکیل **سلسلہ** خواجہ کمال الدین صاحب اسکا جواب تحریری پیش کرینگے۔ ان تقریروں کے بعد مجسٹریٹ صاحب آخری فیصلہ ہمارے مقدمہ میں سنا دینگے۔ اس لحاظ سے ہمارا مقدمہ ختم ہو چکا ضابطہ کی کل کارروائی بجز تقریروں کے ہو چکی ہے امید کیجاتی ہے کہ اس مہینے کے آخر یا ستمبر کی ابتدائی تاریخوں میں اگر کوئی امر مانع نہ ہوا تو مجسٹریٹ صاحب ہمارے مقدمہ کا آخری حکم سنا دینگے۔ اب انجام ایزد نظر ہے

اور وقت دعا ہے

حضرت حجۃ اللہ کے مقدمہ میں مجسٹریٹ صاحب نے شہادت استغاثہ پر مکرر جرح کرنے کے لئے ۱۵۔ اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی تھی۔ اور اس تاریخ کے لئے ثناء اللہ امرتسری اور منشی برکت علی صاحب منصف بٹالہ بلائے گئے تھے انپر ہمارے مقدمہ کے ایڈ جرح کی گئی۔

اور باقی شہادت استغاثہ اور خود کرم الدین پر جرح کے واسطے ۱۷۔ اگست ۱۹۰۴ء اور ۱۸۔ اگست ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔

الہامات اور کشوف

(۲۶۔ جولائی سے ۲۹۔ جولائی تک بمقام گورداسپور)

۱۔ ۲۶۔ جولائی ۱۹۰۴ء۔ بوقت فجر۔ دیکھا کہ ہم قادیان گئے ہیں اپنے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں۔ ایک عورت نے کہا السلام علیکم اور پوچھا کہ راضی خوشی آئے خیر و عافیت سے آئے۔

۲۔ ۲۷۔ جولائی ۱۹۰۴ء۔ ایک نظارہ دکھایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے۔ پھر الہام ہوا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ لِلْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

۳۔ ۲۹۔ **جولائی**۔ دیکھا کہ بڑے مرزا صاحب مرحوم (عالی جناب مرزا غلام مرتضےٰ خان صاحب مرحوم ایڈیٹر) نے ایک بڑی کوئی سیاہ رنگ کی بنوائی ہے جو کہ چابی یا فندہ لیکر آیا ہے۔ اور گویا مرزا مرحوم کی طرف سے کہتا ہے کہ یہ اس کام (یعنی کوئی نالش کرنی ہے یا ایسا ہی کوئی کام ہے) کے لئے بنوائی تھی۔ لیکن اب آپکا ارادہ اسکے لئے نہیں تو رکھ چھوڑو کسی اور کام آئے گی۔

الہامات۔ ۱۔ مبارک سو مبارک

۲۔ آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں۔

۳۔ اجرک قائم و ذکرک دائم

اسسٹنٹ ایڈیٹر کے مرسلہ مضامین

ہمارے نائب ایڈیٹر نے الحکم کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے بعض مضامین مصر کے مشہور رسالہ الہلال سے لیکر بھیجے ہیں جنکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ انمیں سے ایک مضمون مہر اور اوسکے نقوش کی تاریخ پر ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کی مہروں کے نقوش دئے ہیں۔ یہہ مضمون بہت ہی دلچسپ ہوتا۔ اگر مہر کی اصل شکل بھی دکھائی جاسکتی۔ ہم نے جب الحکم کو اوّل ہی اوّل شایع کیا تھا اور الحکم امرتسر سے شایع ہوتا تھا اوسوقت انگلستان کے بعض اخبارات مثل پیرسن ویکلی کی طرز پر جس میں ڈاک خانہ کے ٹکٹوں کے ذریعہ ایک تاریخ پیش کی جارہی تھی۔ ہمیں اکابر و مشاہیر کے نقش مواہیر کا خیال پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ ہمنے الحکم مورخہ ۱۰۔ دسمبر ۱۸۹۷ء اور ۱۷۔ دسمبر ۱۸۹۷ء میں اس سلسلہ کو شروع کیا تھا۔ اسلئے تکمیل کی خاطر انمیں جو کچھ چھپا ہے وہ بھی ہم اسکے ساتھ ہی لکھے دیتے ہیں۔ اس میں اور اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی مہروں میں کسیقدر فرق ہے۔

دوسرا مضمون اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب نے الہلال سے **ادیان الامم** یعنے مذاہب عالم ترجمہ کرکے بھیجا ہے۔ ہم نے اپنی ۱۸۹۷ء میں مذہبی دنیا کے عنوان سے اقوام عالم کے معبودوں کا سلسلہ لکھنا چاہا تھا مگر چند نمبروں کے بعد ہم اسے جاری نہ رکھ سکے کیا عجب اب مکمل ہو جاوے۔ یہ سلسلہ الحکم کی کسی اگلی اشاعت سے یا اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب کے دارالامان تشریف لے آنے پر شروع ہوگا۔ انشاء اللہ۔

(اڈیٹر)

تاریخ الخواتم ونقوشہا

ترجمہ از الہلال (مصر)

مُہریں اور اُن کی تاریخ

مُہر کا رواج بہت پُرانا ہے۔ قدیم زمانوں میں مہروں کا رواج بڑے بڑے لوگوں میں تھا۔ پھر بتدریج ان کا رواج عوام میں بھی ہونے لگا ہر بعض مُہروں میں صرف اپنا نام کندہ کراتے اور بعض اوس میں عبرت انگیز و موعظت کے کلمات کھدواتے ہیں ابتدائے اسلام میں مہروں میں جو کلمات و نقوش کھدوائے گئے اون کی اشکال مندرجہ ذیل ہیں۔

{اوّل ہم الحکم سے دو حصّہ درج کرتے ہیں جسکا ذکر ہم نے انٹروڈکشن نوٹ میں کیا ہے (ایڈیٹر)}

نقش مواہیر اکابر و مشاہیر

حضرت رسول اللہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا ابوالقاسم **محمد** بن عبداللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سنہ ۱۱ھ **محمد رسول اللہ** محمد خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔

خلیفۂ رسول صاحب الغار امیر المومنین سیدنا عبداللہ العتیق **ابوبکر** بن الصدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ سنہ ۱۳ھ۔

عبد ذلیل لرب جلیل۔ پروردگار بزرگ کا ذلیل بندہ۔

سراج اہل الجنۃ امیر المومنین سیدنا ابوحفص عمر **الفاروق** بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سنہ ۲۳ھ

کفی بالموت واعظاً یا عمر اے عمر موت نصیحت کے لئے بس کرتی ہے۔

ذی النورین امیر المومنین سیدنا ابولیلےٰ۔ **عثمان** بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سنہ ۳۵ھ

آمنت باللّٰہ الذی خلق فسوّٰی میں اسکو مانتا ہوں جس نے پیدا کرکے سنوارا۔

سیف اللّٰہ المسلول امیر المومنین سیدنا ابوتراب۔ **علی** بن المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سنہ ۴۰ھ

الملک للّٰہ تمام ملک اللہ کا ہے۔

سبط الرسول سیدنا ابومحمد **امام حسن** مجتبےٰ بن علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہما سنہ ۴۹ھ

لا الٰہ الا اللّٰہ الملک الحق المبین پرستش کے قابل بجز خدا کے کوئی نہیں جو حقیقی کھلا ہوا بادشاہ ہے۔

سید الشہداء سبط الرسول سیدنا ابوعبداللہ امام حسین بن علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہما۔ سنہ ۶۱ھ

لکل اجل کتاب ہر مقرری وقت کی لکھت ہو چکی

امام سجاد زین العباد سیدنا ابوبکر علی بن الحسین رضی اللہ عنہ سنہ ۹۵ھ

وما توفیقی الا باللّٰہ میرے لئے نیکی کے اسباب کر دینا خدا کا کام ہے۔

امام باقر سیدنا ابوجعفر محمد بن سجاد رضی اللہ عنہ سنہ ۱۱۴ھ

رب لا تذرنی فردًا میرے پروردگار مجھے تنہا مت چھوڑ۔

امام کاظم سیدنا ابو ابراہیم موسیٰ بن امام جعفر بن امام باقر رضی اللہ عنہ سنہ ۱۸۳ھ

الملک للّٰہ وحدہ تمام ملک اسی خدا کا ہے جو یگانہ ہے۔

امام رضا سیدنا ابوالحسن علی بن کاظم رضی اللہ عنہ سنہ ۲۰۲ھ

لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کسی کو کسی کام کرنے میں توانائی اور زور حاصل نہیں مگر خدا سے۔

امام نقی سیدنا ابوجعفر ثانی محمد بن رضا رضی اللہ عنہما سنہ ۲۲۰ھ

القدرۃ للّٰہ ہر طرح توانائی خدا کو ہے

امام عسکری سیدنا ابومحمد زکی بن نقی رضی اللہ عنہما سنہ ۲۶۰ھ

اللّٰہ ربی وھو عصمتی من خلقہ میرا پروردگار خدا ہے مجھے مخلوق کے شر سے باز رکھنا اسی کا کام ہے۔

امام مہدی سیدنا ابوالقاسم محمد بن عسکری رضی اللہ عنہما سنہ ۲۶۴ھ **لہ مقالید السموات والارض** زمین و آسمان کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

(باقی آئندہ)

قادیان کا ڈاک خانہ

ہمین معلوم ہوا ہے کہ یکم اکتوبر ۱۹۱۰ء سے قادیان کا ڈاک خانہ بجائے بیس کے چالیس کے گریڈ مین ہوگیا ہے۔ یعنے آیندہ یہان جو سب پوسٹماسٹر ہوگا اسے چالیس روپیہ ماہوار ملا کرینگے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ یہان کا ڈاک خانہ بڑے گریڈ مین ہوگیا لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے پبلک کو کیا فایدہ ہوگا؟ اس سوال کا جواب صاف ہے کہ کچھ بھی نہین۔ قادیان کا ڈاک خانہ اپنے کثرت کار کیوجہ سے مشہور ہو رہا ہے اور یہ کام اب اس حد تک پہونچا ہوا ہے کہ ایک آدمی کے سنبھالنے اور کرنے کا نہین ہے۔ اگرچہ اس وقت موجودہ سب پوسٹماسٹر اپنی قابلیت اور ہوشیاری کیوجہ سے اطمینان بخش کام کر رہا ہے جیسا کہ افسران معائنہ کنندگان کو بھی معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی ہم یہ کہنے کو طیار ہین کہ اب ایک آدمی کا کام نہین ہے ایک آدمی اگر سو روپیہ تنخواہ کا بھی یہان بھیجدیا جاوے اور سٹاف بڑہایا نہ جاوے تو کچھ فایدہ نہوگا۔

ہم حیران ہین کہ ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات سے سالکسنے ایسی تجویز کیونکر منظور کی گئی۔ جو کسی صورت مین مفید نہین ہو سکتی۔ چونکہ ابھی کافی وقت موجود ہے اور ڈائرکٹر جنرل صاحب اپنی اس تجویز پر نظر ثانی کر سکتے ہین اس لئے صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کو جو قادیان کے حالات سے اور یہان کے کاروبار سے بخوبی باخبر ہین توجہ دلاتے ہین کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرائین۔

جہان تک ہم قادیان کے ڈاک خانہ سے بوجہ کاروبار تعلق رکھنے کے واقف ہین ہم کہہ سکتے ہین کہ قادیان کے ڈاک خانہ کی آمدنی بے شک اس قابل ہے کہ اس کی ترقی ہو لیکن ساتھ ہی سٹاف بھی بڑہایا جانا ضروری ہے۔ قادیان کے ڈاک خانہ کی موجودہ ضروریات جنکو ہم محسوس کرتے ہین ہماری نظر مین یہ ہین۔

خاص قادیان کے لئے ایک اور چٹھی رسان بڑہا دیا جاوے ایک **پیکر** ہو اور مکان بھی جو کہ بہت ہی تنگ اور تار ہے اس لئے کوئی معقول کرایہ کا مکان جو خوب وسیع اور عمدہ ہو ڈاکخانہ کے واسطے لیا جاوے اور اچھا مکان ہماری رائے مین پانچ روپیہ سے کم مین نہین ملے گا۔ کیونکہ قادیان مین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کی کثرت کی وجہ سے مکانات ملتے نہین اور اگر ملتے ہین تو معمولی سے معمولی مکان بھی بہت کرایہ پر ملتا ہے اور یہ مکان **کثرت کاروبار** کے باعث **احمدی** محلہ مین ہونا چاہئے۔ ممکن ہے بعض تنگدل اور متعصب لوگ اس کو پسند نہ کرین لیکن ڈاک خانہ کے افسران اعلےٰ خوب جانتے ہین کہ قادیان کے ڈاک خانہ کا سارا **مدار احمدی** قوم کے سر پر ہے کیونکہ احمدی قوم کے دو ہفتہ وار اخبار دو تین ماہواری رسالے اور اس کے علاوہ اشتہارات اور کتب کی روانگی کثرت سے ہے۔ بلا مبالغہ **ڈاک خانہ** کا سارا کام اسی قوم کا ہے۔ اسلئے آیندہ ڈاک خانہ کیلئے اگر نیا مکان تجویز ہو تو افسران ڈاک خانہ کو ہدایت کرنی چاہئے کہ وہ احمدی محلہ مین ہو۔ اگر افسران ڈاک خانہ نے منظور کیا تو ہم بھی کوشش کرینگے کہ موزون موقع پر کوئی مکان ملجاوے۔ لیکن عمدہ مکان جیسا ہم نے پہلے کہا ہے پانچ روپیہ سے کم مین نہین ملے گا۔ ان ضرورتون کے **علاوہ** ڈاک کی روانگی اور رسیدگی کیلئے یکّے کا انتظام ہونا چاہئے برسات کے موسم مین جسقدر تکلیف کا سامنا ڈاک خانہ والون کو کرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ کچھ وہی کر سکتے ہین یا بیچارے مصیبت کے مارے ہرکارے کر سکتے ہین جو تیرتے ہوئے آتے ہین اور بارش اور پانی کیوجہ سے ڈاک کا بوجھ معمولی سے دوگنا ہو جاتا ہے۔ اور جسدن انگلش میل روانہ کرنی پڑتی ہے اسدن تو اور بھی دقت محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈاکخانہ کی مقررہ شرح پر کوئی قلی یا مزدور یا یکہ ملتا نہین اور ڈاک خانہ والون کو زیادہ دینے کی اجازت نہین ہے اسلئے سب پوسٹماسٹر کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بعض اوقات پھر درویش بر جان درویش اپنی گرہ سے مزید کرایہ دیکر ٹٹو یا یکہ یا قلی بھیجنا پڑتا ہے کیونکہ ڈاک کو تو روک نہین سکتے۔ ان سب کے علاوہ جو ضروری امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک کلرک یہان اور بڑہانا چاہئے جو سب پوسٹماسٹر کا کام مین ہاتھ بٹائے۔

پس اگر عملہ نہ بڑہایا جاوے تو پھر کچھ فایدہ بڑے گریڈ کا نہین ہو سکتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین چالیس کے گریڈ مین رکھکر سارا عملہ بہم پہنچانا شاید مشکل ہو۔ اسلئے ہمارے خیال مین اگر سپرنٹنڈنٹ صاحب توجہ کرکے صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر کو توجہ دلائین تو تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ یہ انتظام ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈاکخانہ کو تیس کے گریڈ مین رکھکر دس ماہوار کا ایک کلرک اور بڑہا دین غرض ان ضروریات سے صاحب سپرنٹنڈنٹ ناواقف نہین ہین اس لئے ان کی خدمت مین زیادہ عرض کرنا تحصیل حاصل ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرنے کیلئے زور دینگے۔

بٹالہ سٹیشن پر حلوائی

ریلوے سٹیشنون پر پہلے حلوائیون اور دوسرے دوکاندارون کو ایک مقررہ رقم بطور ٹھیکہ کے ادا کرنی پڑتی ہے۔ جس کا برا اثر مسافرون کی صحت اور مال پر پڑتا تہا کہ وہ خراب اور مضر صحت اشیاء عموماً فروخت کرتے اور گران قیمت پر فروخت کرتے۔ اس شکائیت کو پبلک اخبارون مین بار بار دہرایا گیا آخر ریلوے کی نمائی اتھارٹیز نے عموماً اور لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے ان شکایتون کو محسوس کیا اور وہ ٹھیکہ کی بیخ اڑا دیگئی۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ دوسرے سٹیشنون کا ہم ذکر نہین کرتے بٹالہ سٹیشن جس کے متعلق ہمین بارہا آنیکا اتفاق ہوا ہے اور خوشی کی بات ہے کہ ریلوے ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ وار آفیسرون نے ہماری تحریرون پر مناسب نوٹس لیا ہے۔ ابہی کا ذکر کرتے ہین۔ پہلے اس سٹیشن پر ایک ہی حلوائی تہا اب کچھ عرصہ سے ایک دوسری دوکان بھی کہل گئی ہے۔ اور یہ دونو دوکانون مین ایک قسم کا **مقابلہ** ہو رہا ہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جہان **مقابلہ** ہو وہان ہر ایک دوکاندار اپنی اشیاء کی ارزانی اور اور عمدگی کی کوشش کرتا ہے مگر یہان یہ بات نہین ہے ہم ایک صحیح اور ذاتی واقعہ افسران محکمہ ریلوے کی توجہ کیلئے لکہتے ہین ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء کو دو بجے کی گاڑی مین ہم گورداسپور کیطرف جا رہے تہے۔ ضرورتاً سٹیشن پر ایک حلوائی سے جو اس دوسری دوکان والا تہا ہمین کچھ پوری لینی پڑی۔ **پوری** بجائے خود باسی اور اس کے ساتھ بالکل کچی بہاجی جو تندرست آدمی کو ان ایام مین بیمار کرنے کا کافی مصالحہ تہی ہمین دیگئی۔ ہم نے دوکاندار کو جب کہا کہ ایسی اشیاء کیون بیچتے ہو اسکی اطلاع سٹیشن ماسٹر کو دیجاویگی تو اس نے صاف الفاظ مین کہدیا کہ ہمین اسکی پرواہ نہین بے شک اطلاع کر دو۔ ایسے بیباک جواب کے انداز سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان لوگون کو مسافرون کے جان و مال کی کسقدر پرواہ ہے اور وہ کس دیدہ دلیری سے خراب اور مضر صحت اشیاء بیچتے ہین۔

آخر ہمکو سٹیشن ماسٹر کو اطلاع دینی پڑی۔ ہمارے ناظرین شاید اس جواب کے سننے کیلئے طیار نہون گے جو سٹیشن ماسٹر نے اس کے متعلق دیا اگرچہ وہ پوری اور بہاجی دکہائی گئی۔ انہون نے ایک بہشتی کو دکہائی جسنے اس کے باسی اور خراب ہونے کی تصدیق کی (اسوقت ممکن ہے وہ ان کے زیر اثر ہونے کیوجہ سے خواہ انکار کر دین) اس پر سٹیشن ماسٹر کو چاہئے تو یہ تہا کہ وہ مناسب ایکشن لیتے مگر انہون نے ہم سے کہا تو کیا کہا۔

سٹیشن ماسٹر۔ یہ ترکاری کچی ہے؟

ہم۔ ہان دیکھ لیجئے آپکے سامنے ہی اور کچی ہے

سٹیشن ماسٹر۔ پہر پختہ کیسی ہوتی ہے؟

ناظرین عموماً اور ریلوے کی اعلیٰ اتہارٹیز خصوصاً غور کرین کہ ان کو ہماری شکایت کا یہ جواب دینا چاہئے تہا ہم نے تو ان کو جواب دیا کہ ہم یہان آپکے حلوائیون کو باورچی کی تعلیم دینے نہین آیا۔ کچی اور پکی چیز آپ بہی سمجہ سکتے ہین اور یہ بہی خوب جانتا ہے۔

غرض سٹیشن ماسٹر نے ایک معمولی امر سمجہ کر اس کو ٹالدیا۔ کیا ایسی حرکات سے ان حلوائیون اور دوسرے لوگون کے حوصلے نہین بڑہتے کہ وہ مسافرون کی کیسہ بری کرین اور مضر صحت اشیاء ان کے ہاتہہ پر فروخت کرین **سٹیشن ماسٹر بٹالہ** کا اس شکائیت پر توجہ نہ کرنا ایک ایسا امر ہے جو ہماری سمجہ مین نہین آیا۔ اگر ان کو اس حلوائی کی خاطر منظور ہے تو یہ جدا امر ہے وہ اپنی جیب خاص سے جو چاہین اس کے ساتہہ سلوک کرین لیکن یہ ان کا حق نہین ہے کہ وہ اسکو مضر صحت اشیاء فروخت کرنیکی اجازت دین یا کم از کم پبلک کی شکایات پر توجہ نہ کرین یہ امر بذات خود کتنا ہی خفیف ہو لیکن اسکا اثر غریب مسافرونکی صحت اور مال پر پڑتا ہے۔ اور اس کا ذمہ وار سٹیشن ماسٹر ہے جو اگر اپنے فرض منصبی کو نگاہ رکہکر ان لوگون کے خوانچونکی سٹیشن پر آنے سے پڑتال کرین یا مناسب شکائیت پر تنبیہ کرین تو انہین جرأت نہو۔ مگر ایسے سٹیشن ماسٹر کا توجہ نہ کرنا ان کو دلیر کرتا اور خود سٹیشن ماسٹر صاحب کی ذات کے متعلق غور کرنے کا موقع دیتا ہے۔

ہم امید کرتے ہین کہ اس پر مناسب نوٹس لیا جاویگا۔ ورنہ پہر ہمین ایسے امور کے متعلق اور بہی کچھ لکہنے کیلئے موقعہ ہے ریلوے ڈیپارٹمنٹ کی اعلیٰ اتہارٹیز اگر ڈائرکٹر صاحب کی جو اس لائن پر مامور ہین یہ ڈیوٹی لگادین کہ وہ سٹیشن پر ان اشیاء کا معائنہ کر لیا کرین۔

بٹالہ سٹیشن کے عصہ گودس کے متعلق ہمارے پاس بعض شکایات پہونچی ہین سٹیشن ماسٹر صاحب امید ہے بجائے خود توجہ کرینگے اور مزید حالات لکہنے کی ضرورت نہ رہنے دینگے۔

ایک قریشی نوجوان جسکی عمر پچیس سال کے قریب قریب ہے شادی کرنیکا خواہشمند ہے۔ ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت ہو۔

ایک شریف اور معزز **راعین خاندان** کی ایک لڑکی کے رشتہ کرنے کی ضرورت ہے جو اپنی ہی قوم مین کیا جائے گا۔ درخواست کرنیوالا احمدی ہو تعلیم یافتہ اور برسر روزگار ہو۔ پہلے شادی نہ ہوئی ہو۔ مزید حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہین۔ جو ایڈیٹر الحکم کی معرفت ہوگی۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔